REGD No P.61

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر — محمد حفیظ بقاپوری

چندہ شرح سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۸ | ۱۹ نبوت ۱۳۳۸ ہش | ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ | ۱۹ نومبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۴

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۶ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

حضرت اقدس کی صحت تسلی بخش طور پر ترقی کر رہی ہے (الحمد للہ)

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے اپنی خصوصی دعاؤں کا سلسلہ التزام سے جاری رکھیں اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحت یاب فرما کر کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۵ نومبر۔ ربوہ سے اس امر کی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آج مکرم میر مسعود احمد صاحب ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کی شادی ہمراہ صاحبزادی سیدہ امۃ الرؤف بیگم صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب مدظلہ العالی ہو رہی ہے چنانچہ درویشان کرام نے بعد نماز عصر بیت الدعا میں اس تقریب کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے اجتماعی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ یہ تقریب مبارک فرمائے۔

قادیان ۱۷ نومبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال کل واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بخیریت لائے اور ہر حال میں سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

مغربی بنگال میں سیلاب سے قیامت خیز تباہی

جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے ریلیف کا کام

بارہ افراد کی جماعت احمدیہ میں شمولیت

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

پچھلے دنوں مغربی بنگال میں جو قیامت خیز طوفان آیا وہ طوفانِ نوح سے کسی صورت میں کم نہ تھا۔ مغربی بنگال کے کئی اضلاع اس سے متاثر ہوئے۔ ضلع مرشد آباد بھی انہی بدقسمت اضلاع میں شامل تھا جن میں سیلاب سے بہت بڑی تباہی آئی۔ اس ضلع میں بفضل اللہ احمدی جماعتیں بھی موجود ہیں۔ بذریعہ اخبارات اور پھر وہاں سے آمدہ خطوط کے ذریعہ وہاں کے خطرناک حالات کا علم ہوا۔ جس پر ان مصیبت زدگان کی امداد کے لئے جماعت احمدیہ کلکتہ میں تحریک کی گئی دوستوں نے اس تحریک میں حسب استطاعت حصہ لیا اور جمع شدہ رقم کی تقسیم کے لئے خاکسار مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو بھرت پور ضلع مرشد آباد کے لئے روانہ ہوا۔ مکرم مسعود احمد صاحب کشتی بھی اس سفر میں میرے ہمراہ تھے۔ کلکتہ سے ٹرین جب چند میل کے فاصلہ کی دوری پر تھی تو سیلاب کی تباہی کا منظر آنکھوں کے سامنے آنے لگا۔ میل ہا میل تک پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ اور کھیتوں فصل کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ متعدد گاؤں خالی ہو چکے تھے اور سینکڑوں گھر برباد ہو چکے تھے۔ بھرت پور پہنچنے پر معلوم ہوا کہ اس علاقہ میں زیادہ تباہی ابراہیم پور گاؤں کی ہوئی ہے اور یہاں کے سب مکین کو اس سیلاب سے بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ دراصل ابراہیم پور دو ندیوں کے درمیان واقع ہے اور بوجہ اس کے کہ ایک ندی کے اوپر کے حصہ میں بند باندھ دیا گیا ہے اس لئے سیلاب کا یہ پانی ابراہیم پور کی طرف بہہ کر آ جاتا ہے۔ ارادہ ہے کہ اس معاملہ کے لئے افسران متعلقہ سے مل کر ازالہ کی کوشش کی جائے کیونکہ موجودہ صورت میں خطرہ ہے کہ یہ گاؤں ہر سالہ سیلاب کی نظر ہوا کرے گا۔

تقریباً سات صد روپیہ بھرت پور، ابراہیم پور، سنگارپور اور گاتلہ کے لوگوں میں بمشورہ مولوی عبدالمطلب صاحب مقامی مبلغ اور پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ بھرت پور میں تقسیم کیا گیا۔ گاتلہ چونکہ میں خود جا نہ سکا اس لئے وہاں سے ایک دوست کو بلا کر گاتلہ کی جماعت کی امدادی رقم ان کے حوالہ کر دی گئی۔

سب سے پہلے ہم نے قیام بھرت پور میں کیا۔ مشام کو بھرت پور میں تین افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے بیعت سے قبل خاکسار نے ایک تقریر کی جس میں حاضرین کو توجہ دلائی کہ تکالیف کیوں آتی ہیں اور ان تکالیف کی آمد پر ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے متعدد واقعات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ تکالیف کے آنے پر گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ استقلال کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے خدا کے حضور دعائیں کرنی چاہئیں۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ تکالیف مومنوں کے لئے بطور امتحان کے آتی ہیں۔ اور اگر مومن اس قسم کے امتحان میں کامیاب ہو جائے۔ تو پھر وہ خدا تعالیٰ کے ہاں سرخرو ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کسی بڑی سے بڑی مشکل کے وقت نہیں گھبرائے۔ بلکہ آپ نے الٰہی

بہت تکلیف اُن کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوتی تھی۔ اس لئے آپ لوگ سوچیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ تکالیف کیوں آ رہی ہیں۔ اور اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں اور اعمال کو درست کریں۔ تاکہ ان مشکلات کے بعد خدا تعالیٰ آپ پر رحمت کی نظریں ڈالے۔ اس مختصر تقریر کے بعد بیعت لی گئی۔

جب بیعت ختم ہو چکی تو چونکہ اس موقعہ پر کچھ غیر احمدی دوست بھی تھے۔ انہوں نے اصرار کیا کہ مزید ایک جلسہ کیا جائے جس میں مولوی صاحب تقریر کریں۔ چنانچہ احمدی احباب نے بھی ۱۹ تاریخ کو ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں خاکسار نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد پر ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔ میری اس تقریر کا ترجمہ مولوی عبدالمطلب صاحب مقامی مبلغ نے کیا۔ اس تقریر کے بعد بعض دوستوں نے بیعت کرنے کا اظہار کیا۔ لیکن ان سے کہا گیا کہ وہ مزید سوچیں اور غور کر لیں اور جلد بازی نہ کریں۔ اگلے روز بعض دوستوں نے بیعت کے لئے پھر آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ اور مکرم مولوی عبدالمطلب صاحب کے مشورہ سے ان احباب کی بھی بیعت لی گئی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارہ مرد و زن بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

مورخہ ۲۰ نومبر کو اس کام سے فارغ ہو کر ہم واپس کلکتہ پہنچے۔ خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ کلکتہ کو علاقہ کے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے خاکسار نے تحریک کی ہے کہ وہ اس علاقہ میں تبلیغ کو وسیع کرنے کے لئے میری اعانت اس رنگ میں کریں کہ بالخصوص خدام آگے آئیں اور تبلیغ کے لئے اپنا وقت دیں تاکہ ایک پروگرام مرتب کر کے خدام کو تبلیغ کے لئے بھیجا جا سکے۔

اس علاقے کے سفر سے مجھے یہ احساس ہوا کہ کئی پیاسی روحیں علاقہ میں موجود ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ان تک آسمانی آواز کو پہنچائیں اور ہمت اور استقلال سے اس فریضہ کو سرانجام دے کر ثواب دارین حاصل کریں قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری ہمتوں کو بلند کرے اور اس آسمانی پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین +

جلسہ سالانہ میں شمولیت کے متعلق

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

فرمایا:-

"جلسہ سالانہ میں ضرور تشریف لاویں انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا اور جو للہ سفر کیا جاتا ہے وہ عند اللہ ایک قسم عبادت کے ہوتا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲)

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کیلئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان کو بخشے۔" (آسمانی فیصلہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

تحریک جدید

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان ہو چکا ہے۔ حضور کا وہ روح پرور پیغام جو مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع پر حضور نے جماعت کے نام دیا احباب جماعت کی خدمت میں گذشتہ اشاعت بدر کے ذریعہ پہنچایا جا چکا ہے۔ ۳۰ر نومبر کو اس مبارک تحریک کے اجراء پر ۲۵ سال پورے ہو جائیں گے اور یکم دسمبر کو وہ ۲۶ ویں منزل کی طرف قدم بڑھائے گی۔ اگرچہ قوموں کی زندگی کے لحاظ سے یہ عرصہ کوئی زیادہ نہیں اس کے باوجود اس مبارک تحریک کے جو نتائج منظر عام پر آچکے ہیں وہ بے حد خوش کن اور حد درجہ امید افزا ہیں۔

یہ تحریک جدید ہی کا عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آج روئے زمین پر اسلام کی پُر امن تبلیغ و اشاعت مؤثر طریق پر جاری ہے۔ اور دنیا کا کوئی بڑا ملک ایسا نہیں جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے احمدیت کے سرفروش مجاہد اسلام کی دعوت کے لئے میدان عمل میں موجود نہیں۔ ہر ملک کی اپنی زبان میں قرآن کریم کے تراجم کی مہم کا آغاز بڑی کامیابی سے ہو چکا ہے۔ اس کے تحت اب تک بارہ مشہور عالم زبانوں میں کلام اللہ کے تراجم شائع ہو کر سعید روحوں کی ہدایت کے سامان فراہم ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر اسلامی لٹریچر کی تیاری کا پورا اہتمام کیا جا رہا ہے جس سے زندہ مذہب اسلام کی زندگی اس کی تاثیرات کی عظمت اور اس کے علوم کی وسعت کا کسی قدر اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور انسانیت کے اپنے ہر قدم پر پیش آمدہ مشکلات کا حل اسی پاک تعلیم سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مساجد کی تعمیر کا سلسلہ برابر جاری ہے اور گنتی کے اعتبار سے صرف غیر ممالک میں اب تک ۲۵۶ مساجد تعمیر کی گئیں اور دنیا کو جہالت کی ظلمت سے نکالنے کے لئے باقاعدہ ۳۸ مدارس کھولے جا چکے ہیں۔ مختلف بیرونی ممالک میں دس اخبارات اسلام کی پُر امن تبلیغ کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔ اس سب کوشش کا نتیجہ یہ ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں سعید روحیں حضرت محمد مصطفیٰ (فداہ امی وابی) صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آچکے ہیں۔ اور اس محسن اعظم پر درود و سلام بھیجنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

ایک ۔ ۔ ۔ تحریک جدید کے مطالبات ۔ ۔ ۔ جو آج سے ۲۵ سال قبل حضور ۔ ۔ ۔ ایدہ اللہ تعالیٰ نے بالقاء الٰہی جماعت کے سامنے رکھے۔ اور دوسری طرف سورت صف کے دوسرے رکوع پر نظر کیجئے اس رکوع کے آغاز میں ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں کو ایک تجارت کی طرف دعوت دی ہے۔ جس کے تفصیلی پروگرام میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر پختہ ایمان کے لئے عملی میدان میں مالی اور جانی قربانیوں کی تلقین کی گئی ہے۔ اور تحریک جدید کے جملہ مطالبات کا خلاصہ بھی یہی دونوں قسم کی قربانیاں ہی ہیں۔ چنانچہ احمدیہ جماعت نے عرصہ ۲۵ سال تک ان قربانیوں کا نمونہ پیش کیا جس کے نتیجہ میں وہ عظیم الشان کام سرانجام پایا جس کے متعلق اپنے اور بیگانے سب رطب اللسان ہیں۔ اور درحقیقت اس مبارک تحریک کی برکت سے جماعت احمدیہ کو اس وقت ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔

جہاں تک مالی قربانی کا تعلق ہے اس غریب جماعت نے ہر قسم کے طوعی صدقات و خیرات میں حصہ لینے کے علاوہ دیگر جماعتی تزلزل سے دیگر لازمی چندہ جات بھی ادا کئے اور تحریک جدید کے پہلے ۱۹ سالہ دور میں جس کا باقاعدہ حساب لگا کر ایک کتاب بھی ترتیب دی جا چکی ہے ساٹھ لاکھ روپیہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے دیا۔ یہ رقم کوئی معمولی نہیں۔ آج کوئی دوسری اسلامی جماعت ہے جو اس قدر مالی قربانی کا نمونہ پیش کر سکتی ہے؟

پھر جانی قربانی کے لحاظ سے جماعت کے سینکڑوں نوجوان نے محض دین کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کرتے ہر قسم کے مخالف حالات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وطنوں اور عزیزوں سے دور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور اور خدا کے فضل سے ہر تبلیغی میدان میں مظفر و منصور لوٹے اور اس طرح بفضلہ تعالیٰ تبلیغ حق کا پروگرام وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

ان تمام قسم کی کامیابیوں اور کامرانیوں کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ جس مقام پر جماعت پہنچی ہے یہ اس کی منزل نہیں بلکہ اس کی اصل منزل ابھی دور ہے۔ اس تک پہنچنے اور گوہر مقصود کو پا لینے کے لئے کہیں زیادہ ہمت کوشش اور ہر قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اس لئے تو اولوالعزم امام ہمام نے اپنے اسی پیغام میں جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنا زیادہ تمہیں ملے گا اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈالدی جائے گی جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تا دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جا سکیں۔ اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑی نہیں"۔

پس مناسب ہے تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ حضور انور کے اس ارشاد کی تعمیل میں

اول: ختم ہونے والے سال کے جملہ بقایا جات کی پورے طور پر ادائیگی کا اہتمام کریں۔

دوم: سال نو کے لئے نمایاں اضافہ کے ساتھ اپنے وعدے لکھوائیں اور پھر جلد از جلد ان کو پورا کرنے کی سعی کریں تا عین مقصد کے لئے آپ نے اس نیک تحریک میں مالی حصہ ۔ ۔ ۔ احسن طریق سے پروگرام کو پایۂ تکمیل تک ۔ ۔ ۔

جہاں تک احمدیت کے دائمی مرکز قادیان سے تبلیغ و اشاعت کے کام کا تعلق ہے اس بارہ میں وقتاً فوقتاً تفصیلی رپورٹیں احباب کے مطالعہ میں آتی رہتی ہیں۔ مومن کا کام امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے زیادہ مستعدی کے ساتھ خدمت و اشاعت دین کے کاموں میں لگ جانا ہے اور ظاہر ہے کہ خلوص نیت سے بجا لائی گئی ہر خدمت بلاشبہ مرشب احمدیہ کا تا ۔ ۔ ۔ فضل ہوگی۔ پس مبارک ہے وہ انسان جو اس بابرکت تحریک میں حصہ لیتا اور الامام جنۃ یقاتل من ورائہ کے مطابق حضرت امام ہمام کے بتائے ہوئے پروگرام میں اپنے آپ کو شامل کرتا ہے۔ اور اس طرح اپنی عاقبت کو سنوار لیتا ہے!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹ کا خلاصہ

قادیان ۱۷ر نومبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ہفتہ زیر اشاعت اخبار الفضل میں محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جو ڈاکٹری رپورٹیں شائع ہوئی ان کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:-

ربوہ ۹ر نومبر (بوقت دس بجے صبح) پرسوں اور کل حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ رات نیند اچھی آگئی اس وقت بھی طبیعت خدا کے فضل سے عام طور پر بہتر ہے۔ (الفضل ۱۰/۱۱/۵۹)

ربوہ ۱۰ر نومبر (بوقت دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت بوجہ اعصابی بے چینی اور ضعف خراب رہی رات نیند آگئی اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے (الفضل ۱۱/۱۱/۵۹)

ربوہ ۱۱ر نومبر (بوقت دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت عام طور پر بہتر رہی البتہ شام کے وقت کچھ ضعف کی شکایت ہوگئی۔ رات نیند اچھی آگئی اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے (الفضل ۱۲/۱۱/۵۹)

ربوہ ۱۲ر نومبر (بوقت سوا دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی رات نیند اچھی آگئی اس وقت بھی طبیعت بہتر ہے (الفضل ۱۳/۱۱/۵۹)

ربوہ ۱۳ر نومبر (بوقت سوا دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی رات نیند اچھی آگئی اس وقت بھی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے (الفضل ۱۵/۱۱/۵۹)

ربوہ ۱۴ر نومبر (بوقت سوا دس بجے صبح) کل حضور کو ضعف کی شکایت رہی رات نیند اچھی آگئی اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر ہے (الفضل ۱۵/۱۱) احباب جماعت حضور کی کامل شفایابی کیلئے دردِ دل سے دعاؤں میں لگے رہیں۔

جلسہ سالانہ میں شرکت

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ امسال بتاریخ ۱۶-۱۷-۱۸ر دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے اس لحاظ سے اس مبارک تقریب میں صرف تین ہفتہ کی مدت رہ گئی ہے۔ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے جلسہ سالانہ کا تقریری پروگرام اسی پرچہ میں دوسری جگہ اشاعت پذیر ہو رہا ہے مقامی طور پر مہمانان کرام کے قیام و طعام کے انتظامات بھی کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ بیرونجات کے احباب بھی پورے ذوق و شوق سے اس مبارک تقریب میں شمولیت کے لئے تیاری میں مصروف ہوں گے۔ خدا تعالیٰ سب کو خیریت سے مقامات مقدسہ میں لائے۔ اور بسلامت اُن کے وطن میں واپس لے جائے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سفر کو بڑا ہی بابرکت قرار دیا ہے اور محض اسی غرض سے اپنے گھروں سے نکلنے والوں کے لئے حضور نے خاص دعائیں فرمائی ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ جو شخص بھی صحت نیت کے ساتھ ایسا سفر کرتا ہے وہ بلاشبہ حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان دردبھری دعاؤں کا وارث ہوتا ہے۔

فرینکفورٹ (مغربی جرمنی) میں ہماری دوسری عظیم الشان مسجد کی

افتتاحی تقریب

معززین کی شرکت اور پیغامات ۔ اسلام کے پیغام کی وسیع اشاعت

(از مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب بی۔ اے انچارج احمدیہ مشن مغربی جرمنی)

۱۹۵۵ء میں جب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بغرض علاج سوئٹزرلینڈ کے بعد جرمنی تشریف لائے تو یہاں کے تبلیغی حالات کا جائزہ لینے کے بعد حضور نے فیصلہ فرمایا کہ ہمبرگ میں بہت جلد مسجد تعمیر کی جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کی تعمیل میں جولائی ۱۹۵۷ء میں جرمنی میں ہماری پہلی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ نے از راہِ ذرہ نوازی ایک خاص پیغام اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرما کر بھجوایا۔ جس میں حضور پُر نور نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ ”میرا ارادہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے۔ تو ہیمبرگ کے بعد دیگر جرمنی کے بعض شہروں میں بھی مساجد کا افتتاح کیا جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو اس بارہ میں زبانی ہدایات بھی ارشاد فرمائیں جبکہ وہ حضور ایدہ اللہ کے ذاتی نمائندہ کے طور پر مسجد ہمبرگ کے افتتاح کی تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لا رہے تھے چنانچہ افتتاح کی کارروائی کے بعد جرمنی کے مختلف اہم شہروں کا دورہ کیا گیا۔ جس میں فرانکفورٹ اور نیورمبرگ خاص طور پر ہمارے مدنظر تھے۔ اس بارہ میں صاحبزادہ صاحب مکرم نے ایک مفصل رپورٹ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں نیورمبرگ سے بھجوائی۔ جس کا جواب حضور نے خاکسار کے نام بذریعہ تار بھجوایا۔ اور خاکسار کو ہدایت فرمائی کہ فوری طور پر فرانکفورٹ میں مسجد کی تعمیر کے لئے مناسب زمین کے حصول کی کوشش شروع کر دی جائے۔ حضور ایدہ اللہ کے اس ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوشش شروع کر دی گئی۔ اور فرانکفورٹ کے اہم اخبارات میں زمین کے لئے متعدد اشتہارات دیئے گئے۔ اور مختلف ایجنٹس کے ذریعہ بھی کوشش کی گئی۔ اس کوشش کے دوران یہ امر خاص طور پر متعدد بار میرے سامنے آیا۔ کہ فرانکفورٹ کی حکومت کے تعاون کے بغیر زمین کے حصول کا کام کما حقہٗ پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچ سکتا۔ اس لئے خاکسار نے فرانکفورٹ کے چیف میئر Dr. Bokemann (ڈاکٹر بوکل مین) سے خط و کتابت شروع کی اور ۲۱ ر نومبر ۱۹۵۷ء کو برادرم عبد الکریم صاحب ڈونکر کے ہمراہ فرانکفورٹ جا کر ان سے ملاقات کی۔ اور اپنے جرمن ترجمہ قرآن مجید کی سنہری جلد ان کی خدمت میں پیش کی اور فرانکفورٹ میں مسجد کی تعمیر کے معاملہ پر تبادلۂ خیالات کیا۔ انہوں نے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ اور محکمہ تعمیر سے متعلقہ افسروں کو ہماری مدد کے لئے تاکید کر دی۔ اس کے بعد زمین کے حصول کا معاملہ آسان ہو گیا۔ اور فرانکفورٹ گورنمنٹ کی مدد اور مشورہ کے مطابق ہم نے زمین کی خرید کا فیصلہ کیا۔ اور جلد ہی زمین کی خرید کا معاملہ پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا۔ جماعت کے نام رجسٹری ہونے پر عمارت کے لئے نقشہ جات کی تیاری کا کام شروع کر دیا گیا۔ ابتدائی نقشے منظوری کے لئے مرکز کو بھجوائے گئے۔ اور مرکز سے ہدایات حاصل کی گئیں ان ہدایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے دوبارہ مختلف نقشہ جات تیار کروا کر منظوری کے لئے محکمہ متعلقہ کو بھجوائے۔ عمارت کی منظوری حاصل کرنے کے لئے بہت تگ و دو کرنی پڑی۔ اور متعدد دفعہ فرانکفورٹ جا کر افسران متعلقہ سے ملاقاتیں کیں۔ عمارت کے سلسلہ میں ان کے مطالبات کثیر اخراجات چاہتے تھے۔ لیکن لمبی کوشش کے بعد افسران نے تعاون کا ثبوت دیتے ہوئے بہت سے ایسے مطالبات کو ہماری درخواست پر نظر انداز کر دیا۔ اس ساری کارروائی پر قریباً آٹھ نو ماہ کا عرصہ صرف ہوا۔ اور اسی تگ و دو کے نتیجہ میں ۲۵ ر اپریل ۱۹۵۹ء کو ہمیں مسجد کی تعمیر کی اجازت بفضلہ تعالیٰ سرکاری طور پر مل گئی۔

سنگِ بنیاد

تعمیر کی اجازت ملنے پر تعمیر کے سلسلہ میں ابتدائی انتظامات کو سرانجام دیا گیا۔ اور مسجد کے Contractor کے ساتھ برادرم عبد الکریم صاحب ڈونکر، برادرم ظفر اللہ کنک، برادرم عبد الشکور صاحب کنزے اور خاکسار نے ایک اہم میٹنگ منعقد کی اور تعمیر کے سلسلہ میں تمام امور پر پورا غور کیا گیا۔ اور تحریری معاہدات کی تکمیل کی گئی۔ اس تمام کارروائی کے بعد آٹھ مئی ۱۹۵۹ء کو شام کے چار بجے خاکسار نے خدا تعالیٰ کے حضور دلی دعاؤں کے ساتھ جرمنی میں دوسری مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس موقعہ پر خاکسار نے تقریر کرتے ہوئے اسلام میں مسجد کی اہمیت کو بیان کیا اور اسلامی رواداری کو قرآن کریم کی آیات اور بعض تاریخی واقعات کے ذریعہ واضح کیا۔ پریس کے نمائندے خاصی تعداد میں موجود تھے۔ انہوں نے متعدد فوٹو لئے جو جرمن بھر کے اہم اخبارات میں نمایاں طور پر شائع ہوئے۔

سنگِ بنیاد کی تقریب کے بعد تعمیر عمارت کا کام خوش اسلوبی سے جاری رہا اور عمارت کی نگرانی کے سلسلہ میں خاکسار کو متعدد مرتبہ فرانکفورٹ جانا پڑا۔ اور چار ماہ کی مسلسل محنت اور پیہم کوشش کے بعد ستمبر کے شروع میں تعمیر کا کام پایۂ تکمیل تک پہونچ گیا۔ اور مکرم محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ایماء و مشورہ سے بارہ ستمبر ۱۹۵۹ء کی تاریخ افتتاحِ مسجد کے لئے معین کی گئی اور اس کے انتظامات کے سلسلہ میں دو ہفتہ بہت مصروفیت رہی۔ تمام مشن ہائے جماعت احمدیہ کو پیغامات کے لئے خطوط لکھے گئے۔ چنانچہ بہت سے پیغامات ۷ ر ستمبر تک موصول ہو گئے۔ پیغامات کا جرمن ترجمہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں اسلام کے بارہ میں ایک مختصر سا مضمون تیار کیا گیا اور دنیا بھر میں اپنے پھیلے ہوئے مشنوں، مساجد اور سکولوں پر مشتمل ایک خاکہ تیار کیا گیا۔ یہ سب مواد ایک کتابچہ کی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ یہ کتاب صرف دو روز کے اندر تیار کر کے چھپوائی گئی۔

اس ابتدائی تیاری کے کام میں برادرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب نے نمایاں حصہ لیا۔ افتتاح کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اطلاع بھجوائی گئی تو حضور ایدہ اللہ نے خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل پیغام بذریعہ تار بھجوایا:-

ALHAMDOLILLAH !
PRAY ISLAM SHOULD
SPREAD IN
GERMANY QUICKLY.
KHALIFA TUL
MASIH —!

ترجمہ:- ”الحمد للہ۔ میں خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ اسلام جرمنی میں سرعت کے ساتھ پھیلے۔“

(خلیفۃ المسیح)

محترم وکیل التبشیر کی طرف سے بھی بذریعہ تار ایک اہم پیغام موصول ہوا۔

مندرجہ ذیل مشنوں کی طرف سے بھی مبارکباد اور دعا کے پیغامات موصول ہوئے۔ سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ۔ سکنڈے نیویا۔ انگلینڈ۔ سپین۔ نائیجیریا۔ غانا۔ ایسٹ افریقہ۔ ٹرینیڈاڈ۔ ڈچ گی آنا۔ رنگون۔ ماریشس۔

فرینکفورٹ میں افتتاح کے انتظامات میں ہمارے جرمن مبلغ برادرم عبد الشکور کنزے نے پوری امداد کی یہ چند روز قبل وہاں پہونچ چکے تھے۔

افتتاح کی کارروائی

یورپ کے مبلغین میں سے حافظ قدرت اللہ صاحب۔ شیخ ناصر احمد صاحب۔ عبد الحکیم صاحب اکمل۔ بشیر احمد صاحب رفیق اور ریکالی یوسف صاحب اس تقریب میں شامل ہوئے۔ کئی احمدی اور غیر احمدی افراد دیگر ممالک سے بھی تشریف لائے۔ پریس کے نمائندے بھی خاصی تعداد میں ڈیکوریٹر آئے۔ فرینکفورٹ کے چیف میئر کے ذاتی نمائندے Mr. Albrecht اور فرینکفورٹ گورنمنٹ کے متعدد نمائندے بھی شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ تین بجے بعد دوپہر مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی صدارت میں افتتاح کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے تلاوت فرمائی۔ بعدہٗ خاکسار نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں بعض اہم امور کا ذکر کیا۔ اور تعمیر کے کام میں حصہ لینے والے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ میں نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ دو سال کے قلیل عرصہ میں سرزمین جرمنی میں اس دوسری مسجد کی تعمیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذاتی توجہ اور کوشش کی رہین منت ہے۔ اور یہ جماعت احمدیہ کی عظیم الشان کامیابی پر دلالت کرتی ہے۔ میری تقریر کے بعد برادرم عبد الشکور صاحب کنزے نے اسلامی تعلیمات کے بعض پہلوؤں پر عمدگی سے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد (Mr. Albrecht) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انہیں فرینکفورٹ کے چیف میئر کے ذاتی نمائندہ کی حیثیت سے اس مبارک تقریب میں شامل ہو کر خوشی ہوئی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ فرانکفورٹ میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں ان کی گورنمنٹ نے پورا تعاون کیا ہے اور انہیں امید ہے کہ یہ مسجد امن اور رواداری کے اصولوں کو بروئے کار لانے میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔ آخر میں مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نائب صدر بین الاقوامی عدالت انصاف نے اسلام کے عالمگیر پیغام پر ایک ایمان افروز اور دلچسپ پیرایہ میں صدارتی تقریر انگریزی زبان میں فرمائی جس کا جرمن ترجمہ

برادرم کنزے صاحب نے کیا۔ اس کے بعد مکرم چوہدری صاحب نے دعا کرائی۔ مسجد کے دروازہ پر تشریف لے جا کر دروازہ کھول کر رسم افتتاح ادا فرمائی۔ اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کرا کر مکرم چوہدری صاحب نے پڑھائیں۔ اس کے بعد معزز حاضرین کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ شام کا کھانا ہم نے ہوٹل میں کھایا جو مسجد کے کنٹریکٹر Mr. Schmidt نے اپنی طرف سے دیا۔

فرینکفورٹ ریڈیو کے ساتھ خاکسار کا انٹرویو

افتتاح کے دن مورخہ ۱۲ر ستمبر کو بوقت دو بجے خاکسار کا انٹرویو ریکارڈ ہوا۔ انٹرویو سے قبل میری خواہش کے مطابق اذان بھی ریکارڈ کی گئی جو برادرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے خوش الحانی سے دی۔ یہ انٹرویو اسی روز پونے سات بجے ایک اہم پروگرام کے آخر میں نشر ہوا۔ اس طرح فرینکفورٹ کی تاریخ میں پہلی دفعہ اذان کے الفاظ فضا میں گونجتے ہوئے سنائی دیئے۔ اس انٹرویو کے دوران میں خاکسار نے مسجد کی اہمیت کو بیان کیا۔ اور اسلام کے بارہ میں بعض غلط فہمیوں کو دور کیا اور اس بات پر زور دیا کہ اسلام کو محمڈن ازم کا نام دینا سخت غلطی ہے۔ قرآن کریم میں ہمارے مذہب کا نام واضح طور پر اسلام بیان ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں لکھا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اور اسلام کے نام میں یہ امر مضمر ہے کہ یہ مذہب امن اور رواداری کا علمبردار ہے۔ اسی طرح خاکسار نے یہ بھی بیان کیا کہ اسلام (Priesthood) کا قائل نہیں۔ انٹرویو کے دوران میں جماعت کی تبلیغی مساعی کے بارہ میں بھی بعض امور مختصر طور پر بیان کئے۔ اور اس طرح خدا کے فضل و کرم سے جرمنی بھر میں ریڈیو کے ذریعے اسلام کا پیغام وسیع پیمانے پر لوگوں تک پہنچانے کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں موس ٹیلیویژن نے مسجد کے افتتاح کے بارہ میں بعض ضروری حصے نشر کئے۔ جس کا انتظام برادرم شیخ ناصر احمد صاحب کے تعاون سے ہوا۔

پریس میں ذکر

مسجد فرینکفورٹ کے افتتاح کی کارروائی کا ذکر جرمنی بھر کے تمام (اہم) اخبارات نے کیا۔ اس وقت تک ہمارے پاس (۱۰۰) اخبارات کے قریباً ۔ کٹنگ موصول ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ ان میں قریباً چالیس اخبارات نے مسجد اور افتتاح کی کارروائی کے بعض مناظر کے مختلف فوٹو بھی شائع کئے ہیں اور ان کے ساتھ ہماری تبلیغی مساعی پر عمدہ رنگ میں تبصرہ بھی کیا۔ ان اخبارات میں سے چند ایک اقتباسات خلاصۃً درج ذیل ہیں۔

(۱) اخبار FRANK FURTER ALLGEMEINE جو جرمنی بھر کا بہت اہم اخبار ہے نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۲ ستمبر میں لکھا:-

"جماعت احمدیہ جرمنی میں اپنی دوسری مسجد کا افتتاح آج بعد دوپہر عمل میں لا رہی ہے اس جماعت کی پہلی مسجد دو سال قبل ہمبرگ میں تعمیر ہو چکی ہے۔ جماعت کا مرکز پاکستان میں ہے۔ جرمنی میں جماعت کے انچارج اور ہمبرگ مسجد کے امام مسٹر عبد اللطیف نے ایک بیان کے دوران مساجد کی تعمیر کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ فرینکفورٹ کی مسجد کی تعمیر کا اوّلین مقصد اسلامی امن اور رواداری کو قائم کرنا ہے۔"

اس اخبار نے اس اہم خبر کے ساتھ مسجد فرینکفورٹ کا نہایت شاندار فوٹو بھی شائع کیا۔

(۲) دیگر اخبارات میں سے اکثر نے افتتاح کے بعد کا فوٹو شائع کرتے ہوئے کم و بیش مندرجہ ذیل الفاظ میں کارروائی پر تبصرہ کیا۔ عنوان تھا "یورپ میں اسلام اپنے قدم جماتا جا رہا ہے"۔ اسلام کی کامیاب طور پر یورپ میں اشاعت ایک اسلامی پاکستانی جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ جس کی بنیاد (حضرت) مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے قادیان میں ۱۸۹۰ء میں رکھی۔ اس اسلامی جماعت نے جرمنی میں مساجد کی تعمیر کو اپنا فرض اولین قرار دے رکھا ہے۔ چنانچہ ہمبرگ اور فرینکفورٹ میں مساجد تعمیر کی جا چکی ہیں۔ ہماری تصویر فرینکفورٹ مسجد میں پہلی اسلامی نماز کے بعد کا نظارہ پیش کر رہی ہے۔ اس فوٹو میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان (صاحب) نائب صدر بین الاقوامی عدالت انصاف ہیگ بھی نظر آ رہے ہیں۔

(۳) فرینکفورٹ کے ایک اور بڑے اہم اخبار FRANK FURTER RUNDSCHAU نے اپنی اشاعت ۱۴ر ستمبر میں مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا تقریر کرتے وقت کا فوٹو دیتے ہوئے لکھا:-

"فرینکفورٹ میں ایک سفید مسجد۔ سبز گنبد اور دلفریب میناروں کے ساتھ تعمیر ہو چکی ہے۔ اس مسجد کے افتتاح کے لئے ۱۲ ستمبر کو یورپ کی جماعت احمدیہ کے مشنوں کے نمائندے موجود تھے افتتاح کی رسم (مکرم) چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نائب صدر بین الاقوامی عدالت انصاف نے ادا کی۔ چمکتے ہوئے سورج اور نیلے آسمان کے نیچے مہمان بھاری تعداد میں جمع تھے۔ مسٹر عبد اللطیف نے تقریر کرتے ہوئے اپنی جماعت کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مشنوں کے پیغامات پڑھ کر سنائے اور کہا کہ اتنے قلیل عرصہ میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ جرمنی میں دوسری مسجد کی تعمیر حضرت امیر المومنین امام جماعت احمدیہ کی ذاتی توجہ اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ مسٹر لطیف نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ فرینکفورٹ کی حکومت نے کمال رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے مسجد کی تعمیر کی اجازت دی۔ فرینکفورٹ کے چیف میئر نے اپنے ذاتی نمائندہ مسٹر Mr. ALBRECHT کے ذریعہ اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ مسٹر البرخٹ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ فرینکفورٹ کی حکومت نے مسجد کی تعمیر کے لئے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اجازت دی۔ کیونکہ ہمارے شہر میں تمام مذاہب کے لئے اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی پوری اجازت ہے تاکہ وہ سب امن اور رواداری کو قائم کریں جیسا کہ اس مسجد کی تعمیر کا مقصد آج بیان کیا گیا ہے۔ جرمن مبلغ مسٹر عبد الشکور کنزے نے بھی اسلام کے پیغام پر روشنی ڈالی۔ اس مسجد کا نقشہ Mr. ZAFRULLAH KNAACK (برادر ظفر اللہ کناک صاحب جرمن احمدی ہیں) نے بنایا اور تعمیر کا کام Mr. Schmidt کے ذریعہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ کارروائی کے بعد مسلمان مسجد میں نماز کے لئے داخل ہوئے۔ اور اس سے قبل عربی میں اذان دی گئی۔"

(۴) ایک اور اخبار ABEND POST نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۴ر ستمبر میں نمایاں سرخی "فرینکفورٹ میں اللہ کا گھر موجود ہے"۔ دیتے ہوئے مسجد کے ایک نہایت خوبصورت فوٹو کے ساتھ لکھا:-

"افتتاح کی تقریب ایک عجیب نظارہ پیش کر رہی تھی۔ جبکہ مسلمان سروں پر ٹوپیوں کے ساتھ قرآن کی آیات کی تلاوت کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ مہمان بھاری تعداد میں موجود تھے۔ اس تقریب کے ساتھ جماعت احمدیہ نے جرمنی میں اپنی دوسری مسجد کا افتتاح کیا جس کے اخراجات اس جماعت کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مشنوں نے مہیا کئے۔ اس مسجد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا جائے گا اور اس کے علاوہ امن اور رواداری کی روایات کو قائم کرنے میں یہ مسجد محد و معاون ثابت ہوگی۔

مسٹر عبد اللطیف انچارج مشنری نے تقریر کرتے ہوئے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اس کے بعد مسٹر عبد الشکور کنزے نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بعد ازاں فرینکفورٹ کے چیف میئر کے ذاتی نمائندہ Mr. Albrecht نے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ تقریب آنریبل محمد ظفر اللہ خان (صاحب) نائب صدر بین الاقوامی عدالت انصاف نے کی جس میں اسلام کی حقیقت اور روح کو واضح طور پر بیان کیا۔"

حرفِ آخر

فرینکفورٹ کی مسجد کے افتتاح کی مختصر رپورٹ عرض کرنے کے بعد میں عقیدت کے دلی جذبات کے ساتھ اپنے محبوب آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اتنے قلیل عرصہ میں جرمنی میں دو مساجد کی تعمیر حضور پُرنور کی ذاتی توجہ اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو جلد از جلد صحت کاملہ اور عاجلہ عطا فرمائے تا ہم حضور پُرنور کی ذات بابرکات اور الٰہی تائیدات سے لمبے عرصہ تک مستفیض ہوتے رہیں۔ حضور کی لمبی بیماری ہمارے لئے بے چینی کا موجب ہے اور ہم خدا تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ اور حضور کو پوری صحت کے ساتھ جماعت کی قیادت کے فرائض سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

احباب ہمیں اپنی دلی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں ایک اہم کام ہمارے سپرد ہے اور ہم اس عظیم الشان کام سے اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی ترقی اور شوکت کے بارہ میں اپنے وعدوں کو جلد از جلد پورا فرمائے۔ ہماری ہمتوں کو استوار کرے۔ ہماری ادنیٰ کوششوں کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ خوشکن نتائج مرتب کرے اور اپنی تائید اور نصرت ہمیشہ ہمارے شامل حال رکھے۔ آمین۔

صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جو بانیٔ اسلام کی متعین کی ہوئی شاہراہِ زندگی پر پوری امت کا استقامت کے ساتھ گامزن ہے

حضرت مرزا صاحب نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوۂ نبوی کا پرتو کہہ سکتے ہیں

علامہ نیاز فتحپوری کی طرف سے ایک مراسلہ کا مدلل جواب

آپ اس باب میں خود تحقیق و جستجو سے کام لیجئے دوسروں کے کہنے پر اعتماد نہ کیجئے۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ بانیٔ احمدیت واقعی غیر معمولی فکر و نظر کے رکھنے والا انسان تھا۔ اور قدرت کی طرف سے ایک خاص صنف قوت لے کر آیا جس نے بہر ہر قدم پر اس کی رہبری کی۔ اور تعمیر اخلاق و کردار ایک بڑی یادگار اپنے بعد چھوڑ گیا۔

(نیاز فتحپوری)

علامہ نیاز فتحپوری نے اپنے موقر رسالہ نگار کے شمارہ اگست میں جماعت کے متعلق جو عقیدتمندانہ تبصرہ کیا وہ احباب کے ملاحظہ میں آ چکا ہے۔ اس کے بعد ماہ ستمبر کے رسالہ میں جو مختصر نوٹ آپنے سپرد قلم کیا وہ بھی احباب پڑھ چکے ہیں۔ اس وقت رسالہ نگار کا تازہ شمارہ بابت ماہ نومبر ہمارے سامنے ہے۔ علامہ موصوف نے رسالہ ہذا کے عنوان "باب المراسلۃ والمناظرۃ" میں ایک دوست کی طرف سے اپنے نام موصولہ مراسلہ کے ضروری اقتباسات نقل کر کے اُن کا مدلل و پر حقیقت جواب دیا ہے۔ یہ مراسلہ اور اس کا جواب ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:-

---

احمدی جماعت

(عبدالمجید یاور۔ کراچی)

حضرت محترم

قادیانیت کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا وہ بظاہر صحیح اور بباطن غلط ہے۔ ان لوگوں نے انگریزی زبان میں جتنا لٹریچر شائع کیا ہے وہ نہایت عمدہ اور پڑھنے کے قابل ہے۔ لیکن دوسرے ملکوں خصوصاً اسلامی ملکوں میں یہ لوگ اختلافی مسائل کو بالکل نہیں اُبھارتے بلکہ عام مسلمانوں ہی کے خیالات پیش کرتے ہیں۔

ان لوگوں نے ایک تحریک یہ بھی چلائی تھی کہ کعبہ سے اسود کا ایک ٹکڑا لا کر وہاں نصب کیا جائے لیکن اُس شخص کو جس نے یہ حرکت کی سعودی حکومت نے قتل کرا دیا تھا۔ پنجاب میں ان لوگوں نے اس طرح یہ تحریک چلائی تھی جیسے قرامطہ اور باطنیوں کی۔ ایک طوفان تقتیل و غارت گری اور ہنگامہ بپا رکھا تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ وہ طریقہ کارگر نہ ہوا اور ختم ہو گیا۔

پاکستان میں ان کا مستقر ربوہ ہے۔ یہاں پر قصر نبوت، قصر خلافت، قصر امام اقدس اور جنت اور دوزخ بھی ہے۔ اور مرید سے عیاشی کا سلسلہ بھی موجود ہے۔ جیسا قدیم عبادت گاہوں میں ہوتا تھا۔ یہ باتیں بڑی تفصیل چاہتی ہیں۔ آپ نے جو اُن کی کامیابیوں کا ذکر کیا ہے بہ ظاہر وہ کامیابیاں نظر آتی ہیں لیکن یہ بھی تو دیکھئے کہ ان کے اثرات نے کتنا فاسد مادہ پیدا کر دیا ہے۔ ان کے پاس اچھے وسایل ہیں تنظیم مضبوط ہے ظاہر ہے کہ اس کے نتایج بھی ایسے ہی ہوں گے۔

پاکستان آنے کے بعد میں نے ان کا وہ لٹریچر بھی پڑھا جو اردو ہی تھا اور جس میں وہ اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہوئے ہیں۔ مرزا صاحب مرحوم بڑے قابل انسان تھے اُنیسویں صدی تک تو وہ بڑی معقول باتیں لکھتے رہے۔ لیکن یکایک اُن کا دماغی توازن بگڑا اور نہ جانے کیوں ہذیان بکنے لگے۔ میرا خیال ہے کہ اُن کی زندگی کے آخری دس بارہ سالوں کی تحریروں نے ان کی علمیت و قابلیت کو سخت نقصان پہنچایا۔ پاکستان میں آجکل قادیانی مشن کا یہ طریقہ ہو گیا ہے کہ ان کی ابتدائی تحریروں کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ منظر عام پر لا کر انہیں ایک عظیم فلسفی کی حیثیت سے پیش کیا جائے۔

مرزا صاحب شاعر بھی تھے۔ شاعری کے لوازم لطیف ذوق و وجدان سے بالکل بے بہرہ تھے مگر ان کے کلام کا اس نظر سے مطالعہ کرنا چاہیئے کہ اس میں مرزا صاحب نے اپنے نبی اور مسیح ہونے کا نہایت مضحکہ نقشہ کھینچا ہے۔

در اصل اس جماعت میں پڑھے لکھے اور بڑے بڑے لوگ شامل ہیں ان کا انداز تحریر نہایت عمدہ، مدلل اور مؤثر ہوتا ہے۔ لہذا ان لوگوں کو متاثر کرتا ہے جو خود بھی اپنا نقطۂ نظر مولویانہ نہیں رکھتے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ علماؤں کی طرف سے ان پر جو اعتراضات کیے گئے وہ نہایت سطحی قسم کے تھے۔ اس میں قصور علماء یا ان کے اسلام کا نہیں ہے بلکہ اس نظریت کا ہے جس کو یہ لے پالے آج تک طوق کی طرح اپنے کاندھے پر رکھے ہوئے ہیں۔

قادیانی عقائد کو اگر جمہور مسلمانوں کے لئے درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو ختم نبوت کے مسئلہ کو کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا .... یہ لوگ اس سے انکار تو نہیں کرتے لیکن ایسی عجیب و غریب تاویلیں کرتے ہیں جنہیں عقل قبول نہیں کرتی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو تاویلیں ہمارے مولوی کرتے ہیں وہ سب ماننے کے لائق ہیں۔ آجکل اس بارہ میں قادیانی حلقوں کی جانب سے جو کچھ لکھا جا رہا ہے اس کی نوعیت زیادہ تر علمی اور فلسفیانہ ہے اور جس کی صورت تاویلی اور تنزیلی دونوں ہے۔ قرآن کے حوالے دیتے ہیں۔ لفظوں کے عجیب عجیب معنی بیان کرتے ہیں۔ ائمہ اور صوفیا کے اقوال اور احادیث پیش کر کے اپنے دلائل کو مؤثر بناتے ہیں۔ اور یہ غلو اب اس حد تک ترقی کر گیا ہے کہ مرزا صاحب سے انفرادی اور تحریری خیالات کی نفی ہونے لگی ہے۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ جماعت مرزا صاحب کی راستے کے برخلاف استدلال اور معقولیت کا سہارا دے رہی ہے۔ خود مرزا صاحب نے اقرار کے پردے میں جس طرح انکار کیا ہے اس کا مفصل حال تو ان کی تحریروں میں موجود ہے۔ البتہ اس کا لب لباب پیش کئے دیتا ہوں:-

۱۔ اللہ نے نبوت محمد (صلعم) پر ختم کر دی۔

۲۔ اب اگر نبوت ملے گی تو محمد سے یا اللہ سے نہیں؟؟

۳۔ نمبر ا کے مطابق محمد آخری نبی ہیں۔

۴۔ نمبر ۲ کے مطابق محمد خاتم انبیاء ہیں۔

۵۔ نمبر ۴ کے مطابق محمد نے انبیاء کی دعا نفتوں پر مہر ثبت کی۔

۶۔ صرف امت محمدی نبوت کی حقدار ہے۔

۷۔ میں (یعنی مرزا صاحب) چونکہ امتی ہوں لہذا نبی ہوں۔

اس کے علاوہ تناسخ، ظہور مسیح، وفات عیسیٰ، ظہور مہدی، اور حقیقت اور تصوف کے مسئلے بھی ایسے ہیں جنہیں سرسری سمجھا جاتا ہے۔

میں نے آج تک کبھی اس قسم کی بحثوں میں حصہ نہیں لیا۔ اور اگر کبھی اور سے کانوں میں علیحدہ سے یہ آواز اٹھتی تو توجہ بھی نہ دیتا۔ لیکن چونکہ یہ گفتگو آپ سے "نگار" میں ہو رہی ہے جو نگار کی جو شان ہے اس کے شایان شان نہیں۔ لہذا میں نے اپنی ذاتی رائے لکھنا ضروری خیال کیا۔ ممکن ہے یہ غلط ہو یا صحیح۔ اس کا فیصلہ آپ کے ذمہ ہے۔ آپ نے اب تک جو کچھ لکھا اور چھاپا ہے غالباً وہ سب میری نظر سے گذرا ہے لیکن ایسی غیر ذمہ دارانہ بات جس میں حقیقت کے صرف ایک ہی پہلو کو اُجاگر کیا گیا ہے، یاد نہیں پڑتا کہ کہیں اور دیکھی ہو۔

مجھے احساس ہے کہ میں بڑی تعلیمت سے گفتگو کر رہا ہوں لیکن اختلاف کو بحق اختلاف سمجھتے ہوئے غالباً اس کا کوئی خیال نہ کریں گے بلکہ قدر کریں گے۔

(نگار)

میں نے چاہا تھا کہ آپ کے خط کا جواب خط ہی کے ذریعہ سے دے کر خاموش ہو رہوں۔ لیکن اس خیال سے کہ ممکن ہے کہ آپ ہی کی طرح بعض اور اصحاب کچھ ایسے ہی شبہات اپنے دل میں رکھتے ہوں، نگار کے ذریعہ گفتگو کرنا زیادہ مناسب نظر آیا۔

سب سے پہلے مجھے یہ حقیقت واضح کر دینا چاہیئے کہ احمدی جماعت کے متعلق میں نے جو خیال ظاہر کیا ہے اس کا خود میرے عقیدہ سے کوئی واسطہ نہیں۔ کیونکہ جس حد تک اصطلاحی ایمان کی تفصیل اور اس کے مابعد الطبیعاتی عقائد کا تعلق ہے (جس میں حشر و نشر، دوزخ و جنت، وجود ملائکہ، نیز روح و معجزہ وغیرہ کا مادی تصور شامل ہے) میرا مسلک کچھ اور ہے۔ میں ان میں سے کسی چیز کے مادی و محسوس وجود کا قائل نہیں۔ لیکن میرا یہ انکار صرف اس لئے ہے کہ ان میں سے کوئی بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اور نہ میرے نزدیک خدا اور اس کے رسول کی صحیح عظمت کا تصور اس وقت تک ممکن ہے۔ جب تک ان تعینات مادی سے بلند ہو کر اسوہ کی

کبریائی پر غور نہ کیا جاسکتا۔ اور یہ ذوقِ طاعت و عبادت کے لئے "ہمہ دانگیں" کی تاک مجھے پسند نہیں۔

تاہم میرا یہ انکار قطعاً غیر جارحانہ ہے۔ یعنی اگر کوئی جماعت بلندی اخلاق کے حصول کے لئے ان تمام باتوں کا صحیح تسلیم کرنا ضروری سمجھتی ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں وہ خوف سے اپنے عقائد پر قائم رہے۔ بشرطیکہ ان عقائد کے مقابلہ میں وہ اصلاح اعمال و کردار کو ثانوی حیثیت نہ دے اور صرف ان عقائد یا ظاہری طاعت و عبادت ہی کو مذہب کا نصب العین قرار دے جیسا کہ آج کل عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔

علماء اسلام سے میرے اختلاف کا باعث یہی ہے کہ وہ اسلام کو رسمی طاعت و عبادت کی سطح سے اوپر لے جانا ضروری نہیں سمجھتے اور میں طاعت و عبادت کو ثانوی درجہ دے کر محض تزکیۂ نفس و اعمال کو اسلام کا حقیقی مقصد قرار دیتا ہوں۔ ممکن ہے آپ یہ خیال فرمائیں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ محض ظن و تخمین ہے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل حقیقت ہے۔ کیونکہ میں نے ایک بار مختلف جماعتوں کے علماء سے بھی استفسار کیا تھا کہ اصل چیز عبادت ہے یا بلندی اخلاق ہے تو سوا چند احمدی علماء کے سب نے یہی جواب دیا تھا کہ اصل چیز شعائر اسلام کی پابندی ہے اور محض اخلاق کی پاکیزگی موجب نجات نہیں ہو سکتی۔

پھر ظاہر ہے کہ وہ شخص جو مذہب کا اتنا وسیع مفہوم اپنے سامنے رکھتا ہو وہ اگر کسی مذہبی جماعت کی بابت کوئی رائے قائم کرے گا تو اس کے سامنے سوال صرف اُس جماعت کی عملی زندگی کا ہوگا نہ یہ کہ اس کے عقائد کیا ہیں۔ اور اس کی طاعت و عبادت کے طریقے کیا ہیں۔ اور یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے احمدی جماعت کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا، کیونکہ اس وقت تمام ان جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں۔ صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جو بانیٔ اسلام کی متعین کی ہوئی شاہراہ زندگی پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے۔ اور یہ گو اس کا احساس تنہا مجھی کو نہیں بلکہ احمدی جماعت کے مخالفین کو بھی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ مجھے اس کے اظہار میں باک نہیں اور ان کی رعونتِ نفس یا احساس کمتری اس اعتراف سے باز رکھتا ہے۔

بات بڑھتی جا رہی ہے لیکن غالباً بے محل نہ ہوگا اگر اس سلسلہ میں یہ بھی ظاہر کر دوں کہ گذشتہ نصف صدی کے عرصہ میں جو زیادہ تر مولویوں ہی سے جنگ کرنے میں گذرا ہے۔ میرا خیال کیوں احمدی جماعت کی طرف منتقل نہیں ہوا اور اب وہ کونسی نئی بات ایسی پیدا ہو گئی جس نے مجھے دفعتاً اس طرف متوجہ کر دیا۔

اس کا سبب صرف یہ ہے کہ میں اس عرصہ میں صرف اس بات پر غور کرتا رہا کہ مسلم جماعت کیوں اس قدر زبوں حالی اور اخلاقی پستی میں مبتلا رہے۔ وہی قرآن جو صحابہ کے زمانہ میں تھا اب بھی جوں کا توں موجود ہے۔ وہی تعلیمات اسلامی جس کی بدولت عرب کے بادیہ نشینوں نے اکاسرہ و قیاصرہ کی عظیم الشان حکومتوں کا تختہ اُلٹ کر رکھ دیا تھا۔ اب بھی علیٰ حالہا قائم ہے۔ لیکن آج مسلمان وہ نہیں ہے جو پہلے تھا۔ یقیناً یہ رجعت قہقری ہم کو پیروانِ اسلام ہی میں نہیں بلکہ دوسرے مذاہب و ادیان کی تاریخ میں بھی نظر آتی ہے۔ اور جب ہم ان کے عروج و زوال کے اسباب پر غور کرتے ہیں تو صرف ایک ہی نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں انقلابات کتابوں سے نہیں بلکہ ہمیشہ شخصیتوں نے پیدا کئے ہیں۔ یعنی جب تک کوئی اُبھارنے والی شخصیت موجود رہی تو قوم بھی ترقی کرتی رہی۔ اور جب وہ شخصیت فنا ہو گئی تو قومی ترقی بھی رُک گئی اور رفتہ رفتہ پھر لوٹ کر اسی نقطہ تک پہنچ گئی جہاں سے وہ آگے بڑھی تھی۔

اس لئے اگر مسلمان اس وقت تباہ و برباد ہیں تو اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ان میں اب کوئی شخصیت ایسی موجود نہیں جو عملاً ان کو تعلیمات قرآنی کی طرف لے جائے۔ حالانکہ ہمارے علماء و اکابرین ہی میں سے کسی ایسی شخصیت کو اُبھرنا چاہیئے تھا لیکن نہیں اُبھری۔

یہ تجربہ اس میں شک نہیں میرے لئے بڑا دردناک تھا اور اس خیال سے کہ ممکن ہے کوئی تحریک ہمارے علماء میں پھر زندگی پیدا کر دے۔ میں نے بعض عملی پروگرام بھی ان کے سامنے پیش کئے لیکن افسوس ہے کہ اس تن پرور و عیش کوش جماعت نے مطلق توجہ نہیں کی۔ اور جب ان کی طرف سے مایوس ہو کر میں نے دوسری جماعتوں کے حالات کی جستجو شروع کی تو آخر کار نگاہ جا کر ٹھہری احمدی جماعت پر جیسا کہ میں اگست کے نگار میں آگاہ کر چکا ہوں۔ اس جماعت کے متعلق میں کوئی اچھا خیال نہ رکھتا تھا لیکن جب میں نے اس کے حُسنِ عمل، اس کی زندگی، اس کی تعلیمات اور تنظیم پر غور کیا تو ماننا پڑا کہ اِس وقت صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جس نے اس نکتہ کو سمجھا کہ اصل ایمان محض اقرار باللسان نہیں بلکہ اقرار بالفعل ہے اور اپنی مضبوط تنظیم و استقامت کردار سے زندگی کی راہیں بدل دیں، ذہنی اقدار بدل دیئے، زاویۂ فکر و نظر بدل دیا اور مسلمانوں کو پھر اس راہ پر لگا دیا جو بانی اسلام نے متعین کی تھی۔

پھر یہ بات ایسی نہیں جس پر کسی منطقی حجت لانے کی ضرورت ہو، خود غور کیجئے کہ آپ کی اور احمدی جماعت کی زندگی میں کتنا نمایاں فرق ہے۔ آپ کے یہاں زندگی نام ہے منتشر انفرادی تشخص کا، اور ان کے یہاں مرکزی حیثیت ہے عمل کا۔ آپ کی اجتماعیت، افراد میں بٹ کر ہباءً منثوراً ہو چکی ہے۔ اور ان کے یہاں تمام افراد سمٹ کر صرف ایک "حبل المتین" سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ آپ کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور وہ ان بکھرے ہوئے شیرازہ کے اوراق کو اکٹھا کر رہے ہیں۔

ان کی سادہ معاشرت، ان کی سادہ زندگی، ان کا جذبۂ خلوص و صداقت، ایثار و قربانی، پاس عہد، پابندی شریعت، اور سب سے زیادہ ان کی عملی استقامت اور رشد و ہدایت کے مقابلہ میں غلط غیابانہ صبر و ضبط۔ یہ ہیں احمدی جماعت کے وہ بنیادی عناصر و اجزاء جن پر ان کے قصرِ اجتماعیت کی تعمیر ہوئی ہے۔ اور جن سے اعراض کر کے دوسری مسلم جماعتیں اپنے وجود کو ختم کر چکی ہیں۔

پھر آپ ان حقائق کو تو سامنے رکھتے نہیں اور مجھے اُلجھانا چاہتے ہیں عقایدی فروع و زوائد میں جو میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

توانہ آتش دخان بینی من آتش اندر دخان بینم

آپ کو اس آگ میں صرف دھواں ہی دھواں نظر آتا ہے اور مجھے اس کے دھوئیں میں بھی آگ ہی آگ نظر آتی ہے۔

وشتان ما بین الخلّ والخمر!

بانیٔ احمدیت کے متعلق میرا مطالعہ ہنوز تشنۂ تکمیل ہے۔ اور میں نہیں کہہ سکتا کہ مرزا صاحب کی سیرت، ان کی تعلیمات، ان کی دعوتِ اصلاح، ان کے تفہیمات قرآنیہ، ان کے عقایدی نظریئے اور ان کے تمام عملی کارناموں کو سمجھنے کے لئے کتنا زمانہ درکار ہوگا۔ کیونکہ ان کی وسعت و ہمہ گیری کا مطالعہ "قلزم آشامی" چاہتا ہے۔ اور یہ شاید میرے بس کی بات نہیں، تاہم اگر اس وقت تک کے تمام تاثرات کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے پر مجبور کیا جائے تو میں بلا تکلف کہہ دوں گا کہ وہ بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب فراست و بصیرت انسان تھا جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا اور اس کا دعوئے تجدید و مجددیت کوئی پادر ہوا بات نہ تھی۔"

اس سلسلہ میں آپ مجھ سے "کیوں اور کیا" کا سوال نہ کیجئے۔ کیونکہ یہ گفتگو بہت تفصیل چاہتی ہے۔ اور اس وقت موضوع کچھ اور ہے تاہم آپ کے خط کے پیش نظر مجھے اسی قدر عرض کرنا ہے کہ آپ نے جو الزامات اس جماعت پر قائم کئے ہیں ان میں سے اکثر بالکل لغو و غلط ہیں اور بعض محض آپ کے مزعومات سے تعلق رکھتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔

۱۔ آپ کا یہ خیال کہ احمدی جماعت اسلامی ممالک میں اپنے حقیقی عقاید پیش نہیں کرتی، صحیح نہیں۔ اور اگر ایسا ہوتا تو آپ کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر غیر ممالک میں وہ انہیں عقاید کی تبلیغ کرتے جو عام مسلمانوں کے ہیں تو یقیناً ان سے یہ سوال کیا جاتا کہ جب آپ کے عقاید بھی وہی ہیں جو مسلم جمہور کے، تو پھر ایک علیحدہ جماعت بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن آج تک کسی نے یہ سوال ان سے نہیں کیا۔ ان کے جتنے اخبارات و رسائل دوسری زبانوں میں شائع ہوتے ہیں ان کے مطالعہ سے بھی یہ ثابت ہے کہ وہ اپنے عقائد کو کبھی نہیں چھپاتے۔ اور علی الاعلان وہی کہتے ہیں جسے وہ حق سمجھتے ہیں یہاں تک کہ خود بانیٔ احمدیت کی کتابوں کے ترجمے بھی غیر زبانوں میں اسی غرض سے شائع کئے گئے تاکہ احمدیت کے صحیح مسلک سے دنیا آگاہ ہو جائے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ افغانستان میں ایک مبلغ کو تہ تیغ کیا گیا محض اس جرم میں کہ وہ احمدی عقاید کی تبلیغ میں مصروف تھا اور دمشق میں بھی دوسرے مبلغ پر قاتلانہ حملہ اسی جرم میں کیا گیا۔ جب ۱۹۲۴ء میں بانیٔ احمدیت کے جانشین ایک مذہبی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لندن گئے تو جاتے ہوئے دمشق میں قیام کیا اور وہاں کے علماء سے بھی انہیں مخصوص عقاید کے پیش نظر مناظرہ ہوا۔ ان حالات میں آپ کا یہ ارشاد کہ غیر ممالک کے لئے ان کے تبلیغی اصول کچھ اور ہیں یقیناً نادرست ہے۔ آپ نے یہ خیال غالباً لندن کے اسلامک ریویو کو دیکھ کر قائم کیا ہوگا لیکن آپ کو شاید معلوم نہیں کہ اسے احمدی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔

۲۔ کعبہ سے سنگ اسود کا ایک ٹکڑا اُچک لانے کی تحریک کے متعلق اس کے سوا کیا عرض کروں کہ

سادگی ختم ست چوں آئینہ پر نسیان ما

حیرت ہے کہ آپ نے اسے کیسے باور کر لیا۔ غور کیجئے کہ وہ ایسا کیوں کرتے؟ کیا اس لئے کہ وہ قادیان کو دوسرا کعبہ بنانا چاہتے تھے۔ کیا اس لئے کہ وہ برکات مادی کا کوئی بڑا اہم عنصر ہے۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ حرمین کی عزت و عظمت کا جو تصور ان کے سامنے ہے وہ مشکل ہی سے کسی دوسری مسلم جماعت میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کا تعلق نہ سنگ اسود سے ہے نہ غلاف کعبہ سے ہے بلکہ اس حقیقت سے کہ ان مقامات کو دنیا کے سب سے بڑے نبی کے مولد و مہبط ہونے کی عزت حاصل ہے اور یہ نسبت جدا نہیں کی جا سکتی۔ احمدی جماعت اور اس کے قائدین چاہے کچھ ہوں لیکن اتنے احمق کبھی نہیں ہو سکتے کہ وہ اس حرکت سے خود اپنے مشن کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچاتے۔

۳۔ ربوہ میں قصرِ نبوت اور قصرِ اقدس کے نام سے کوئی عمارت موجود نہیں۔ آپ کی اطلاع بالکل غلط ہے۔ خلیفہ کی قیام گاہ کا نام البتہ انہوں نے "قصرِ خلافت" رکھا ہے۔ لیکن جب انہوں نے ایک شخص کو خلیفہ و امام تسلیم کر لیا ہے تو ظاہر ہے اس کی جائے قیام کو "خلافت" ہی سے منسوب کریں گے اور اسی نسبت سے اس کو یاد کرنا زیادہ مناسب ہے۔ ممکن ہے لفظ قصر پر آپ کو اعتراض ہو کہ اس سے بُو سے دولت و ثروت آتی ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ عربی میں لفظ قصر مطلقاً جائے قیام اور گھر کے معنی میں مستعمل ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک کوٹھڑی بھی پتھر چُن کر بنائی جائے تو اسے قصر کہہ سکتے ہیں۔

قادیان اور ربوہ میں بے شک عقایدی سلسلہ کے لوگوں کے لئے ایک قبرستان موجود ہے جنہیں وہ "مقبرہ بہشتی" کہتے ہیں۔ لیکن اس پر ناک بھوں چڑھانے کی کوئی وجہ نہیں اگر آپ مرنے والوں کے نام کے ساتھ مرحوم و مغفور کا اضافہ کرتے ہیں تو ان کے مدفن کو بہشتی مقبرہ کہتے ہیں کیا ہوتا۔

سلہ یہ سہو کتابت ہے درست "انجمن جماعت احمدیہ" ہے۔ (بدر)

۔۔۔ مرحوم و مغفور کہنا تمنا یا دُعا ہے۔ تو قبرستان کو بہشت سے منسوب کرنا اسی قبیل کی چیز ہے
رہا یہ امر کہ وہ فحاشی کا گھر ہیں سوا حمدیت کے خلاف ایسے اوچھے ہتھیار استعمال کرنا مناسب نہیں
کیونکہ اس سے ان کو تو کوئی نقصان نہیں پہونچیا۔ آپ ہی کا احساس کمتری ضرور سامنے آ جاتا ہے۔

۴۔ آپ نے ایک جگہ یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ ان کی تحریک قرامطہ و باطنیوں کی سی تھی۔ یہ پڑھ کر
میں حیران رہ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرامطی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور نہ احمدی جماعت کی
زندگی کا۔ کہاں قرامطہ و باطنیین جن کی تحریک کی بنیاد ہی قتل و خونریزی پر قائم تھی اور کہاں احمدیین
جن پر ہمیشہ ظلم کیا گیا۔ اور جنہوں نے اپنے شجر ایمان کی آبیاری ہمیشہ اپنے خون سے کی۔ حال
ہی میں پاکستان کے اندر محض ایک جھوٹے پروپیگنڈا پر کہ وہ رسول اللہ کو خاتم النبیین تسلیم نہیں
کرتے انتہائی بیدردی کے ساتھ ان کو قتل و ذبح کیا گیا۔ لیکن یہ سب کچھ انہوں نے انتہائی صبر و
ضبط سے برداشت کیا۔ اور آخر کار اسی سرزمین میں جہاں ان کا خون بہایا گیا تھا انہوں نے اپنا زبردست
ادارہ قائم کر کے دکھا دیا کہ

عشق ہر جا می رود ما را بہ ساماں می برد

۵۔ آپ نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ آجکل مرزا صاحب کی تحریروں کو ایک عظیم فلسفہ کی حیثیت سے
پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس سے قبل اس حیثیت سے پیش نہیں کیا جاتا تھا۔ حالانکہ مرزا
صاحب کی جو تحریریں اب پیش کی جا رہی ہیں وہ پہلے بھی موجود تھیں۔ اور اگر ان تحریروں میں آج فلسفہ
پایا جاتا ہے تو پہلے بھی پایا جاتا ہوگا۔ آپ کا یہ اعتراض بالکل میری سمجھ میں نہیں آیا۔

۶۔ آپ نے اس امر کے ثبوت میں کہ مرزا صاحب رسول اللہ کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے تھے اور اس
پر جو صغریٰ کبریٰ قائم کیا ہے وہ میری سمجھ سے باہر ہے۔ آپ ایک طرف خود تسلیم کرتے ہیں کہ وہ
محمد کو خاتم النبیین سمجھتے تھے اور دوسری طرف اس کی تردید بھی کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو یقیناً ظلی
نبی یا مہدی موعود سمجھتے تھے۔ لیکن ان کا یہ کہنا عقیدۂ "خاتم النبیین" کے منافی نہیں۔ کیونکہ جس نبوت
کو وہ آخری نبوت سمجھتے تھے۔ اس کا انہوں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ اور جس ظلی ملکہ نبوت کا حامل وہ
اپنے آپ کو کہتے تھے وہ کوئی نئی چیز نہیں۔ رسول اللہ نے خود اپنی اُمت کے علماء کو انبیاء بنی
اسرائیل ظاہر کیا ہے اور مرزا صاحب یقیناً اُمت محمدی ہی سے تعلق رکھتے تھے۔

مرزا صاحب کے دعاوی میں اہم ترین دعویٰ یہی ہے کہ وہ مجدد تھے، سایۂ نبوی تھے مہدی
موعود تھے، لیکن ان سب کا مفہوم ایک ہی تھا۔ یعنی یہ کہ وہ احیاء دین کے لئے مامور ہوئے
تھے۔ اور اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک
ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی، جس کی زندگی کو ہم یقیناً "اسوۂ نبوی" کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔

وہ اپنے آپ کو مہبط وحی و الہام بھی کہتے تھے۔ بظاہر یہ الفاظ بہت خطرناک نظر آتے ہیں۔
لیکن اس مسئلہ پر نگارِ میں ہم بحوالہ آیات قرآنی کافی تفصیل کے ساتھ ظاہر کر چکے ہیں کہ وحی
والہام انبیاء کے لئے مخصوص نہیں اس میں حیوانات بھی شامل ہیں۔ یہاں تک کہ نہ صرف تقویٰ
بلکہ فسق و فجور کے میلان کو بھی الہام ہی سے تعبیر کیا گیا ہے (فالہمہا فجورہا و تقوٰہا)

اب رہا یہ امر کہ مرزا صاحب واقعی مہبط الہام تھے یا نہیں، اور ان کے الہامات کیا اور
کیسے ہوتے تھے۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے جس پر ہم آئندہ کسی وقت تفصیلی گفتگو کریں گے
ناسخ و منسوخ اور وفات عیسیٰ کے متعلق انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ہمارے بعض
علماء متقدمین کو بھی اتفاق ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ مرزا صاحب نے حالات حاضرہ کے پیش نظر
اسے زیادہ زور و قوت کے ساتھ پیش کیا ہے۔

رہا معاملہ مہدی و موعود ہونے کا سو اس پر ابھی آپ کو غور کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ
در اصل چیلنج ہے غیر احمدی علماء کے لئے جو خود بھی احادیث و روایات سے ظہور مہدی کا استدلال
کرتے ہیں، اور مرزا صاحب انہیں احادیث و روایات سے اپنے آپ کو مہدی موعود و مثیل
مسیح ثابت کرتے ہیں۔ اس مسئلہ پر بھی مجھے بسیط بحث کرنا ہے۔

یہاں تک تو آپ کے اعتراضات کا جواب تھا۔ لیکن اب مجھے اس سے ہٹ کر بھی کچھ
عرض کرنا ہے وہ یہ کہ آپ اس باب میں خود تحقیق و جستجو سے کام لیجئے اور دوسروں کے کہنے
پر اعتماد نہ کیجئے۔ اور اگر آپ نے ایسا کیا تو مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی اس امر کا اعتراف کرنا
پڑے گا کہ بانی احمدیت واقعی غیر معمولی فکر و نظر رکھنے والا انسان تھا اور قدرت کی طرف سے
ایک خاص ذہنی قوت لے کر آیا تھا جس نے ہر ہر قدم پر یاس کی رہبری کی اور تعمیر اخلاق و کردار
ایک بڑی یادگار اپنے بعد چھوڑ گیا۔

می گویم و بعد از من گویند بہ دستانہا

ولادت

قادیان۔ ارنومبر۔ مکرم قریشی فضل حق صاحب مدیر مدرسہ تعلیم الاسلام
کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مولودہ کو نیک، صالح اور والدین
کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(۲) عاجزہ محکمہ پولیس میں سب انسپکٹر کی حیثیت ملازم ہے اللہ تعالیٰ کی خاص مصلحت کے ماتحت اسی ۔۔ آئندہ ترقی کے
سلسلہ میں سرکل سلیکشن بورڈ میں حاضر ہوا ہے۔ عاجزہ کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ لہٰذا دوستوں اور بزرگوں کی خدمت میں
مؤدبانہ عرض ہے کہ وہ عاجزہ کی ترقی کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ دعاؤں کا محتاج محمد عثمان نور اکبری از خورد۔۔۔

(بقیہ صفحہ ۱)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق

اجتماعی دعا اور اظہار تشکر!

حیدرآباد دکن ۱۲ ار نومبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
العزیز کے روبصحت ہونے کی خوشی میں مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد دکن کی طرف سے
ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب یعنی ۶ اور ۷ نومبر کی درمیانی شب کو نماز تہجد اور
پھر نماز فجر میں خاص طور پر دعائے شکرانہ کی گئی۔ اور بعد نماز فجر اور درس قرآن بھی
دعا کی گئی۔ اور تمام حاضرین میں شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔ اللہ تعالیٰ حضور کو جلد کامل صحت
بخشے اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمادے۔ آمین۔

خاکسار محمد صدیق قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد دکن

قابل امداد بھائیوں کے لئے پارچات

قادیان کے جلسہ سالانہ پر بعض دوست اپنے غریب اور قابل امداد مستحق بھائیوں
کو پارچات سے امداد فرمایا کرتے تھے۔ ایسے مخیر اور ذی ثروت احباب کی یاد دہانی
کے لئے تحریر ہے کہ وہ اس سال بھی اپنے بھائیوں کا خیال رکھیں۔

چونکہ سردی کا موسم شروع ہے اس لئے جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے احباب
اپنے قابل امداد بھائیوں کے لئے گرم پارچات ہمراہ لائیں۔ اس سے ایک تو مستحق
افراد کی بروقت امداد ہو جائے گی۔ دوسرے انہیں بھی ڈاک کے زائد خرچ سے زیر بار
نہ ہونا پڑے گا۔

امید ہے کہ دوست اس نیک کام کو نہ بھولیں گے۔

عبد الرحمن امیر جماعت قادیان

درخواستہائے دعا

(۱) میرے والد صاحب بزرگوار حکیم سردار محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈگری
کافی عرصہ سے بعارضہ ہائی بلڈ پریشر بیمار رہیں آجکل طبیعت بہت زیادہ خراب ہے۔ سول
ہسپتال میرپورخاص میں داخل کیا ہے۔ دائیں طرف ہلکے فالج کی شکایت ہے۔ بول بھی نہیں
سکتے۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان میرے پیارے والد کی صحت یابی اور لمبی عمر کے
لئے دعا کریں۔ خاکسار سلیم احمد خلیل آف ڈگری ہسپتال میرپورخاص

بقیہ صفحہ ۳ سے

مستحق ٹھہرتا ہے۔

جسم انسانی کے اندر جس طرح دل مرکز کی
حیثیت رکھتا ہے۔ اور ہر سانس کے وقت
انسانی جسم کا سارا خون دل کی طرف دوڑتا اور
پھر پاک صاف ہو کر تمام اعضاء پر واپس
لوٹتا ہے یہی صورت کسی جماعت کے روحانی
مرکز کو حاصل ہوتی ہے۔ اس کی روحانی صفائی
اور ہر قسم کی آلودگیوں سے منزہ ہونے کے
لئے اُس کا مرکزی مقامات میں بار بار آنا
اُن کی زیارت سے مشرف ہونا بے حد ضروری
ہے۔ احمدیہ جماعت کا دائمی مرکز قادیان جس
کو خدا تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ نے اس زمانہ کیلئے
لئے چن لیا اور جسے خدا کے رسول کی تخت گاہ
قرار دیا گیا۔ اس کی زیارت روحانی اعتبار
سے بڑی برکتوں کی حامل ہے۔ یہی وہ مقام
ہے جس میں زندہ خدا کی ہستی کے سینکڑوں
اور ہزاروں نشانات ظاہر ہوئے اسکی
زیارت کے لئے آنا خود بڑی سعادت ہے
اور پھر ایک ایسا ۔۔۔ طرف سے پاک

لوگوں کا ایک ایسی متبرک جگہ میں جمع ہو کر امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پروگرام پر
عمل کرنا اور اجتماعی دعا میں حصہ لینا بڑی
خوش قسمتی کی بات ہے۔

اس وقت غیر شعوری طور پر دنیا
روحانیت کے لئے بے قرار ہے۔ اب
احمدیہ جماعت کے افراد کا کام ہے کہ پہلے
وہ خود اپنے اندر روحانیت کا سچا جذبہ
پیدا کریں اور پھر ملک کے اکناف و جوانب
میں پھیل جائیں۔ اور اپنے بنی نوع کو اس
بیش بہا دولت سے مستفید کریں۔

اس موقعہ پر ہم نہایت ادب و احترام کے
ساتھ ہر متلاشی حق کو قادیان آنے کی دعوت
دیتے ہیں۔ اس لئے مبارک ہے وہ شخص جو اس
پُر آشوب زمانہ میں خالص روحانی ماحول میں
محض ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور اپنی
روحانیت کو جلا دینے کے لئے اس
مقدس بستی کا عزم کرتا ہے۔ اسی لئے حضرت
بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

"اذکروا موتاکم بالخیر"

آہ! مولانا غلام حسین صاحب ایاز مرحوم

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی معاون ناظر دعوت و تبلیغ قادیان حال مقیم آسام

دنیائے احمدیت میں مولانا ایاز صاحب مرحوم کی وفات کی خبر یقیناً بڑے رنج واندوہ کے ساتھ سنی گئی ہوگی۔ بالخصوص اس لئے کہ آپ نے غریب الوطنی میں اپنے عزیز و اقارب سے ہزاروں میل دور جہاد کبیر کے میدان میں جام شہادت پیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

لیکن اس کے ساتھ ہی احمدیت کے لئے یہ امر فخر کا موجب ہے کہ اس نے احیائے اسلام کے لئے جہاد کبیر کا جو نعرہ بلند کیا تھا اس کے لئے اسے بیشمار جانباز مجاہد میسر آئے۔ ایسے کہ دین کو دنیا پر قطعی رنگ میں مقدم کر کے اپنے وطن عزیز۔ اعزہ و اقرباء اور دنیوی کاموں کو چھوڑ کر احمدیت کے نعرہ "احیائے اسلام" سے ہم آہنگ و یک جان ہو کر ایسے ممالک میں پہونچے جہاں کے تہذیب و تمدن اور زبان سے وہ محض ناآشنا تھے۔ غیر ممالک میں جا کر تبلیغی جہاد میں نبرد آزما ہونے کی مشکلات اور تلخیاں وہی لوگ جان سکتے ہیں جو اس کوچہ سے یا تو آشنا ہیں یا جنہوں نے قریب سے اس کوچہ کو دیکھا ہے۔ نہ کوئی واقف نہ آشنا۔ نہ کوئی دوست نہ ہمدرد۔ نہ کوئی ہم زبان نہ ہم مذاق۔ نہ ان کے پاس دولت نہ طاقت۔ وہ احمدیت کا نہایت نرم و نازک سا بیج لئے ان سنگلاخ چٹانوں میں کاشت کرتے ہیں جہاں روئیدگی کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ تو کیا احمدیت کے لئے یہ بات فخر اور سربلندی کا موجب نہیں کہ اس کے سب بے سروسامان مجاہد ایسے بنجر علاقوں میں تخم احمدیت کو مثمر بنانے میں کامیاب ہو رہے ہیں!! الحمد للہ۔

۱۹۴۲ء کا مارچ تھا۔ ہم لوگ جنگی قیدیوں کی حیثیت سے سلیتا (SILE TAR) کیمپ میں مقیم تھے جو سنگاپور شہر سے سات میل کے فاصلہ پر جنگل میں واقع تھا۔ اس کیمپ میں ہم گنتی کے چند احمدی تھے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب اوجلوی پانچ یا چھ اور دوست اور خاکسار راقم۔ چونکہ ہم جنگی قیدی ہونے کی وجہ سے بہت سی پابندیوں میں تھے اس لئے کبھی کبھی فرصت اور موقعہ پا کر کسی ایک دوست کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور نماز باجماعت یا جمعہ پڑھ لیتے تھے۔ ایک روز ایک صاحب شہر سے تشریف لائے۔ متوسط قد و قامت۔ سر اور داڑھی کے اکثر بال سفید۔ سادہ لباس۔ بشرہ سے شرافت اور نیکی کا نور ہویدا۔ یہ ہمارے مجاہد مولانا غلام حسین صاحب ایاز تھے۔ جو اس کیمپ میں اس لئے تشریف لائے تھے کہ احمدی دوستوں کو تلاش کر کے ان کی خیریت دریافت کریں۔

یہ وہ زمانہ تھا جب سقوط سنگاپور کے بعد جاپانیوں کا نیا نیا تسلط سنگاپور اور ملایا پر ہوا تھا۔ اور جاپانیوں کی فوجی حکومت نے پبلک کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ جاپانیوں کو تلوار کے بل پر حاصل کی ہوئی فتح کا خمار تھا۔ نئی فوجی حکومت کی سخت پابندیاں تھیں۔ شہر میں میدانوں اور سڑکوں پر جابجا جاپانی چوکیاں قائم تھیں اور سنگینوں اور ننگی تلواروں کا پہرہ تھا۔ ہم تو خیر جنگی قیدی تھے سول کے لوگوں کے لئے بھی نقل و حرکت پر کڑی پابندیاں تھیں۔ اور نصف میل کا فاصلہ طے کرنے والے کو کم از کم دس جگہ پہرہ داروں کی پوچھ تاچھ کا جوابدہ ہونا پڑتا تھا۔ اور تلاشی دینا پڑتی تھی۔ ان حالات میں مولانا ایاز صاحب کا احمدی دوستوں کی تلاش میں سنگاپور شہر سے سات میل کے فاصلہ پر ہمارے پاس سلیتا کیمپ میں پہنچنا یقیناً اس اخوت اور ہمدردی کا آئینہ دار تھا جو احمدیت نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں زندہ کی ہے۔ ہم سب احباب کے لئے ان حالات میں جب اپنے حال اور مستقبل کی لاتعداد پریشانیوں میں گھرے ہوئے تھے۔ مولانا ایاز صاحب کی تشریف آوری ایک بہت بڑا احسان تھی۔

وہ ہمارے حالات دریافت کرتے رہے اور قید و بند کی متوقع مصیبتوں اور اذیتوں کے بارہ میں صبر اور دعا کی تلقین فرماتے رہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ کن مشکلات کا سامنا کر کے سنگاپور سے سلیتا کیمپ تک سات میل کا راستہ طے کر پائے ہیں۔ بہرحال مولانا کی آمد نے اور دلپذیر مشفقانہ وعظ و نصیحت نے ہمارے دلوں میں ایک طمانیت اور امید پیدا کر دی۔ اور یہی وہ مقام ہے جسے قرآن کریم نے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب سے ظاہر فرمایا ہے۔

چند روز کے بعد مولانا ایاز صاحب پھر اسی قسم کی مشکلات کا مقابلہ کر کے ہمارے پاس پہونچے۔ اگر قارئین کو ان حالات کا علم ہو جن میں سے ان ایام میں ہم جنگی قیدی گذر رہے تھے۔ اور ادھر مولانا موصوف تھے۔ تو جو بات میں ابھی بیان کرنے لگا ہوں اسے پڑھ کر بے ساختہ مولانا کے لئے دردمندانہ دعا دل کی گہرائیوں سے اٹھ کر زبان تک آ جائے گی۔ مولانا کی اپنی حالت یہ تھی کہ ہندوستان سے سنگاپور کا ڈاک کا سلسلہ منقطع ہو جانے کی وجہ سے قریباً دو ماہ سے انہیں مرکز سے کوئی وظیفہ موصول نہ ہوا تھا اور نہ آئندہ موصول ہونے کی امید تھی۔ اور خود سخت مالی پریشانیوں سے دوچار تھے۔ لیکن مولانا جب ہمارے کیمپ میں پہونچے تو ان کے پاس کچھ پاجامے اور قمیضیں تھیں جو وہ اس خیال سے ساتھ لیتے گئے تھے کہ جنگی قیدیوں کے پاس تو صرف خاکی وردیاں ہی ہیں اور وہ بھی جنگ میں سے گذر کر آنے کی وجہ سے ناکافی۔ اور دوستوں کو کپڑوں کے بارہ میں بالخصوص نماز کی ادائی کے وقت تکلیف ہوتی ہوگی۔ وہ کپڑے جن دوستوں کو ضرورت تھی دے دیئے گئے۔ وہ کپڑے تو دو تین ماہ میں پھٹ گئے ہوں گے۔ لیکن وہ جذبہ جو مولانا کے دل میں پیدا ہوا آج بھی متجسم ہو کر میری نظروں کے سامنے موجود ہے اور مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کے لئے متلقین کر رہا ہے۔ اللھم اغفرہ وارحمہ۔

اس کے کچھ عرصہ بعد یہ اندوہناک خبر ہم سب احباب کے لئے تشویش کا باعث ہوئی کہ ایک تو ہمارے کیمپ میں جانے کی وجہ سے اور کچھ مخالفین احمدیت کی غلط رپورٹوں کی بناء پر جاپانی فوجی پولیس نے مولانا کو گرفتار کر لیا۔ اور سخت اذیتیں دینے اور تحقیقات کے لمبے مراحل میں سے گذارنے کے بعد چھوڑ تو دیا گیا۔ لیکن مشتبہ قرار دے دیا گیا۔ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جانباز مجاہد تو تھے ہی۔ لیکن ہمارے ساتھ جو مشفقانہ اور محبت کا سلوک انہوں نے کیا تھا قدرتی طور پر یہ خبر ہمارے لئے شدید تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوئی۔ لیکن جنگی قیدی جن کی حالت غلاموں سے بھی گئی گذری تھی کر ہی کیا سکتے تھے سوائے دعا کے کہ وہی ہماری آخری سہارا تھا۔

اس زمانہ میں انڈین نیشنل آرمی کا مسئلہ بہت الجھا ہوا تھا جس کا مخفف نام "آئی این اے" تھا) یہ ایک تیز و تند سیلاب تھا جس میں سینکڑوں ہزاروں جنگی قیدی غرق ہو گئے۔ مجھے اس کی تفصیلات بیان کرنے کی ضرورت نہیں میں اس کے صرف اس حصہ کا ذکر کروں گا جس کا تعلق مولانا ایاز صاحب مرحوم کے ساتھ ہے۔ جب جنگی قیدیوں میں سے آئی این اے کی بھرتی ہو رہی تھی وہ وقت ہمارے لئے شدید امتحان اور ابتلاء کا تھا۔ اسلئے کہ ہندوستانی فوج کے افسروں کی اکثریت اور فوج کا ایک معتدبہ حصہ آئی این اے میں شامل ہو گیا تھا۔ اور نہ شامل ہونے والوں کو جاپانیوں کی طرف سے بیگار اور سخت کام کے ذریعہ اور آئی این اے کے منتظمین کی طرف سے دھمکیاں دے کر مجبور کیا جا رہا تھا۔ اور "حب وطنی" کے خوبصورت نام کے ساتھ ترغیب بغاوت دی جا رہی تھی۔ اور یہ مسئلہ اتنا پیچیدہ ہو گیا تھا کہ عقل نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ اس موقعہ پر مولانا ایاز صاحب نے ہماری رہنمائی فرمائی کہ

> آپ لوگ حکومت جاپان کی
> پبلک نہیں ہیں بلکہ جنگی
> قیدی ہیں۔ اس لئے اصولی
> طور پر آپ جاپان کے ساتھ
> ہو کر کسی طاقت کے ساتھ
> جنگ کرنا ضروری نہیں اور
> ہم (مولانا ایاز صاحب اور
> اور دوسرے سویلین احمدی)
> چونکہ پبلک کے آدمی ہیں اس
> لئے ہماری وفاداری جاپان
> کے ساتھ ہے۔

یہ بروقت اور صحیح رہنمائی تھی جس نے ہمیں آئی این اے میں شمولیت سے باز رکھا اور جماعت احمدیہ کے افراد نے جنگی قید کی اذیتیں برداشت کر کے یہ ثابت کر دیا کہ جماعت احمدیہ کا یہ دعوے کہ جس حکومت کے ماتحت ہو اس کی وفادار ہوتی ہے۔ واقعات کی روشنی میں بھی ثابت شدہ ہے۔

قریباً ایک سال کے بعد ہم سلیتا کیمپ میں رہنے والے احمدی مختلف دوسرے کیمپوں میں چلے گئے۔ میں اندرون شہر سنگاپور میں آ گیا جہاں متواتر اڑھائی سال رہا۔ مولانا ایاز صاحب ان دنوں سنگاپور شہر کے علاقہ گیلنگ (GYLANG) میں اوین روڈ کے مکان ۱۱۱ میں مقیم تھے یہی دار التبلیغ تھا۔ اور یہی ان کی رہائش گاہ۔ مکان دو منزلہ تھا۔ اوپر کی منزل مسجد کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ یہیں جمعہ کی نماز ہوا کرتی تھی۔ یہیں اتوار کو میٹنگ ہوتی تھی۔ اور دوسرے قیدی کیمپوں کی نسبت ہمیں کچھ آزادی تھی۔ اس لئے میں ہر اتوار کو مولانا کی ملاقات اور دعا کے لئے حاضر ہوتا رہا۔ ایک بار مولانا نے فرمایا کہ جمعہ کی نماز میں بھی آنے کی کوشش کرو چنانچہ میں نے کوشش کی اور مجھے اکثر اجازت مل جاتی رہی۔ اور میں جمعہ پڑھنے کی سعادت حاصل کرتا رہا۔ مجھے خوب یاد ہے۔ اور گو آج اس زمانہ پر پندرہ سولہ سال گذر چکے ہیں۔ لیکن یہ پندرہ سولہ سال کا عرصہ درمیان سے اٹھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ آج کل کی بات

ہے ۔ میں جب بھی مولانا صاحب کے پاس گیا۔ اُنہوں نے پیشکش کی کہ روپیہ پیسہ کی ضرورت ہو تو بتا دو۔ میرا دل ہمیشہ مولانا کی اس پیشکش سے جذبات عقیدت و محبت سے لبریز ہو جاتا ۔ میں جانتا تھا کہ مولانا کو مرکز سے تو کوئی رقم آ نہیں رہی ۔ اور یہاں بھی ان کا کوئی خاص کاروبار نہیں ہے ۔ اور نہ مستقل ذریعہ آمد ہے ۔ میں عرض کرتا ۔ مولانا آپ یہ پیشکش کیوں کرتے ہیں ۔ یہ تو ہمارا فرض ہے کہ آپ کی خدمت کریں ۔ تو فرماتے کہ نہیں نہیں یہ میرا ہی فرض ہے ۔ مولانا صرف کہتے ہی نہ تھے ۔ بلکہ بعض دوستوں کی مدد بھی کرتے رہتے تھے ۔

میں جب بھی ان کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ متوکل انسان یہ فکر نہیں رکھتا کہ مرکز سے اسے کوئی رقم نہیں آتی یا اس کا کوئی مستقل ذریعہ معاش نہیں ہے ۔ البتہ نہ ایسے سے اسے کبھی رقم بھیجی آتی یا یہ کا کوئی نہ تعلق ذریعہ معاش نہیں ہے ۔ البتہ وہ بڑے درد کے ساتھ ہمیشہ یہ ذکر کرتا ہے کہ وہ ان غیر معمولی حالات میں (جب کہ وہ حکومت جاپان کی نظروں میں مشتبہ ہے) اپنا فرض کس طرح ادا کرے ۔

مجھے جن مجبوریوں میں شمولیت کا موقعہ ملا ۔ میں نے دیکھا کہ مولانا اپنی مالی تنگی کے باوجود دور سے آنے والے دوستوں کو کافی coffee سے تواضع کرتے ۔ اور دوستوں کے حالات سن کر دعا کی تلقین کیا کرتے مولانا کی سفید داڑھی اور سفید سر کو دیکھ کر اور پھر ظاہری صحت کے پیش نظر میں ہمیشہ یہ اندازہ لگایا کرتا تھا کہ مولانا پچپن کے سن میں ہوں گے ۔ لیکن پاس ادب کی وجہ سے میں کبھی دریافت نہ کر سکا ۔ ایک مرتبہ (سنہ ۱۹۴۳ء کے غالباً آخر میں) خود مجھ سے فرمانے لگے ۔ آپ جانتے ہیں کہ میری عمر کیا ہے ۔ میں نے کہا یہی پچاس پچپن ہو گی ۔ تو فرمانے لگے کہ نہیں میری عمر اکتیس سال کی ہے ۔ مجھے اس پر سخت تعجب ہوا ۔ اور میرے چہرے پر سوالیہ نشان دیکھ کر اُنہوں نے خود ہی وضاحت کی کہ یہ علاقہ تبلیغ کے اعتبار سے اتنا سنگلاخ تھا کہ مجھے سخت مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا ۔ یہاں کے لوگوں کی لامذہبیت ۔ اور جو لوگ مذہب کو مانتے ہیں ان کی احمدیت دشمنی ۔ کوئی شخص میری بات تک سننے کا روادار نہ تھا ۔ دن کو بھاگ دوڑ کرتا اور رات ان تفکرات میں گذر جاتی کہ میں ادائے فرض میں کب کامیاب ہو سکوں گا ۔ چنانچہ اسی فکر نے میرے بڑھاپے کو آواز دی ۔ اور وہ دوڑ کر میرے پاس پہنچ گیا !

مولانا کے پاس کثرت سے آمد و رفت کی وجہ سے میرے ان کے درمیان گہرے مراسم ہو گئے تھے ۔ اور جب جاپان کے آخری سال (سنہ ۱۹۴۵ء) تو پھر دوسرے تیسرے روز ان کی محبت مجھے کھینچ کر ان کے پاس لے جاتی تھی ۔ یہ خاص دعاؤں کے ایام تھے اور مولانا چونکہ بہت دعاگو واقع ہوئے تھے اور سلسلہ عالیہ کے ایک مخلص سالک تھے اس لئے ان کے پاس اکثر جانا ہوتا تھا (وہ ہمارے کیمپ سے قریباً تین میل دور رہتے تھے) اس وقت تک اپنے کیمپ کے جاپانی افسروں کے ساتھ میرے دوستانہ تعلقات پیدا ہو چکے تھے اور میں مالی لحاظ سے بھی فارغ البال ہو چکا تھا اس لئے میں نے ہمیشہ مولانا کو مالی امداد دینا چاہی ۔ لیکن وہ شکریہ کے ساتھ انکار کر دیتے ۔ اس لئے کہ وہ توکل کے بہت اعلیٰ مقام پر فائز تھے ۔ لیکن چونکہ میں جانتا تھا کہ مولانا کی مالی حالت اچھی نہیں ۔ اسلئے کبھی کبھار چاول کی بوری یا لکڑی کا ایک ٹرک ان کے ہاں پھینک آتا تھا ۔

بہرحال مولانا نے جہاد کبیر کے میدان میں جو مخلصانہ مساعی کی تھیں انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے نوازا ۔ لیکن جس زمانہ کا میں ذکر رہا ہوں اور جو سارے تین سال پر حاوی رہا سخت تکلیفوں کا زمانہ تھا ۔ لیکن مولانا نے اسے صبر اور دعاؤں کے ساتھ گذارا ۔ اور استعینوا بالصبر والصلوٰۃ کا انتہائی اعلیٰ عملی مظاہرہ کیا کہ اس پر رشک آتا ہے ۔

آج وہ درویش صفت مجاہد احمدیت کے پردے کو اپنے آخری قطرہ خون تک سینچ کر ہم سے جدا ہو چکا ہے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے اپنی گود میں لے لے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور خدا کرے بورنیو کی سرزمین جس نے جماعت احمدیہ سے بہت بڑی قربانی لی ہے احمدیت کے گلستان کا ایک بہار آفریں حصہ بن جائے ۔ اور معبود مصنوعی خداؤں کے یہ دیس رضاکارانہ طور پر حقیقی خدا کی مملکت بن جائیں ۔ آمین ثم آمین ۔

ایک محسن کی یاد

سنہ ۱۹۴۲ء مئی کے مہینے میں جاپانی قیدی کی حالت میں سنگاپور یور ڈرم کے نشیک کے لئے ہم جس وقت جاتے تھے ہر جمعہ کو جاپانی آفیسر سے چھٹی لے کر جمعہ کی نماز کے لئے دار التبلیغ کو جاتا تھا ۔ اُس وقت میرے پاس سولین کپڑے وغیرہ نہیں تھے صرف وردی کے ساتھ نشیک کرتے تھے ۔ اُس وقت محترم مولانا غلام حسین ایاز صاحب مجھ کو نہلا کر اپنے کپڑے پہناتے تھے ۔ نماز پڑھنے کے بعد بیٹھ کر کھانا کھلا کر وقت کے اندر مجھے واپس روانہ کرتے تھے تقریباً چھ مہینے وہاں نشیک کرتے رہے ہر جمعہ کو محترم مولانا ایاز صاحب میرے ساتھ اسی طرح مشفقانہ سلوک کرتے رہتے ۔

آپ کی وفات کی خبر اخبار میں پڑھ کر مجھے بے حد دکھ ہوا اور بے ساختہ دعا نکلی کہ پروردگار اُنہیں جنت الفردوس میں جگہ دے ۔ آمین ۔ اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے ۔ آمین ۔

محترم مولانا ایاز صاحب میرے ساتھ اس قدر احسانات فرماتے رہے جن کی تعریف کے بیان کرنے سے قاصر ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ایاز صاحب کو اپنے خاص فضل سے نوازے اور آپ کو اپنے خاص مقربوں میں شامل کرے ۔ آمین

خاکسار مخدوم حسین احمدی از کیابیٹ بلگام (ریلیجی)

میری والدہ کی وفات

(محمد حفیظ بقاپوری):۔

گھر سے اطلاع ملی ہے کہ اس عاجز کی والدہ محترمہ کرم بی بی صاحبہ مورخہ ۱۱؍۹؍۵۹ء کو "بقا پور" میں وفات پا گئی ہیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ یوں تو والدہ صاحبہ کی صحت ایک عرصہ سے بوجہ پیرانہ سالی کمزور رہتی تھی ۔ مگر دو ماہ سے طبیعت زیادہ ہی خراب رہنے لگی عمر قریباً ۷۵ سال تھی اس لئے آنکھوں کی بینائی کے ساتھ عام جسمانی حالت بھی بے حد کمزور ہو گئی تھی ۔ خاکسار کے پاس پاسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی آخری ملاقات سے محروم رہا ۔

حضرت والد صاحب سنہ ۱۹۲۴ء میں ملکانوں میں تبلیغ کے وقت حضرت اقدس کی تحریک پر ایک عرصہ تک صالح نگر میں خدمت دین بجا لاتے ہوئے بعارضہ تپ محرقہ بیمار ہو گئے اور اسی حالت میں بقاپور ضلع گوجرانوالہ میں ماہ اپریل میں رمضان المبارک کے پہلے روزہ وفات پا گئے ۔ اس عاجز کی عمر اُس وقت تین سال سے تین سال کے قریب تھی ۔ محترمہ والدہ صاحبہ نے یہ ۳۵ سال کا لمبا بیوگی کا زمانہ بڑے صبر اور شکر کے ساتھ گذارا ۔ خود ہمارے بڑے بھائی صاحب اور بڑی ہمشیرہ صاحبہ کے ہم سب بہن بھائی چھوٹے ہی تھے اور یہ عاجز سب سے چھوٹا تھا سب کی پرورش کی اور خاکسار کو دینی تعلیم کے لئے قادیان بھیجا ۔ حتیٰ کہ تکمیل تعلیم کے بعد یہ عاجز مدرسہ احمدیہ میں بطور مدرس کام کرنے لگا ۔ تو قادیان میں میرے پاس ہی آ گئیں مگر تقسیم ملک کے بعد ہمیشہ کے لئے جدائی ہو گئی ۔ البتہ سنہ ۱۹۵۰ء میں پاکستانی قافلہ کے ساتھ قادیان کے جلسہ سالانہ پر تشریف لائیں ۔ اسی طرح ایک دو بار یہ عاجز پاکستان گیا تو عارضی طور پر ملاقات ہوئی سنہ ۱۹۵۷ء میں پاسپورٹ بنوا کر اپنے پاس بلانے کی بہتیری کوشش کی مگر اُس وقت تک بیں

الملکتی ناموافق حالات کی وجہ سے اس میں کامیابی نہ ہو سکی ۔ اس طرح اس عرصہ میں میرے دونوں بڑے بھائیوں چوہدری محمد سعید صاحب و چوہدری بشیر محمد صاحب ساکنین بقاپور اور بڑی ہمشیرہ صاحبہ زوجہ حکیم عبید اللہ صاحب راجھا ساکن ربوہ کو مرحومہ کی خدمت کا موقعہ ملتا رہا ۔ اور ہر ایک نے اپنے اپنے اخلاص اور حالات کے مطابق خدمت ادا کی ۔

سب سے چھوٹا بچہ ہونے اور خاص طور پر دینی تعلیم حاصل کر کے مرکز سلسلہ میں رہائش رکھنے کے باعث خاکسار کے ساتھ نسبتاً زیادہ محبت تھی ۔ مرحومہ کی بڑی تمنا تھی کہ قادیان میں آ کر ایک دفعہ اسی جگہ اُن کا آخری وقت آئے ۔ اسی غرض سے مقبرہ بہشتی کے لئے وصیت بھی کرائی تھی مگر وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے ۔

بڑی دعاگو ۔ سلسلہ سے بے حد محبت رکھنے والی ۔ بڑی مہمان نواز خدمت خلق کا خاص جذبہ رکھنے والی سادہ طبیعت کی مالک تھیں ۔ گاؤں کی مستورات مختلف خانگی امور میں آپ کے صحیح مشورہ سے مستفید ہوتی تھیں ۔ اور اپنے چھوٹے بچوں کے معمولی علاج معالجہ میں آپ کے تجربات اور ہدایات سے فائدہ اُٹھاتی تھیں ۔

اگرچہ والدہ محترمہ نے باقاعدہ تعلیم نہ پائی تھی تاہم قرآن کریم بخوبی پڑھ سکتی تھیں ۔ اور جب تک صحت نے اجازت دی باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرتی رہیں ۔ اسی طرح گاؤں کی متعدد لڑکیوں نے آپ سے قرآن کریم پڑھا ۔ وفات کی اطلاع موصول ہونے پر مقامی طور پر سب درویش بھائیوں نے انفرادی طور پر اظہار تعزیت فرمایا ۔ جن کا میں بہت شکرگزار ہوں ۔ نیز استاذی المکرم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر مقامی نے مورخہ ۱۳؍۱۱؍۵۹ء کو نماز جمعہ کے بعد میری درخواست پر نماز جنازہ غائب ادا کی ۔ علاوہ ازیں سلسلہ کے آرگن روزنامہ الفضل ربوہ مجریہ ۱۱؍۱۱؍۵۹ء میں والدہ مرحومہ کی وفات کی خبر اور تفصیلی تعزیتی نوٹ شائع ہوا ۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء احباب جماعت سے بھی دعا مغفرت اور نماز جنازہ غائب ادا کرنے کی عاجزانہ درخواست ہے ۔

ہماری تبلیغی واشاعتی کارگذاری

ماہ اکتوبر ۱۹۵۹ء

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے تعاون علی الخیر کی برکت سے نظارت ہذا کے زیر اہتمام بہت سا مفید تبلیغی لٹریچر شائع ہو رہا ہے اور متواتر غیر مسلم اور غیر از جماعت متلاشیان حق کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔ ماہ اکتوبر ۱۹۵۹ء میں خدا کے فضل سے ۱۵۴۸ ٹریکٹ۔ رسائل اور کتب تقسیم کی گئیں اور بیسیوں دوستوں نے اس لٹریچر کے ذریعہ سے بفضلہ تعالیٰ آسمانی پیغام سے آگاہی حاصل کی اور بعض خوش نصیبوں کو خدا تعالیٰ نے پیغام حق قبول کرنے کا موقعہ بھی عطا فرمایا۔ فالحمدللہ۔

لیکن ہندوستان کی وسعت رنگ و نسل اور زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے ہماری موجودہ کوششیں بالکل ناکافی ہیں۔ ابھی بہت زیادہ قربانی کی ضرورت ہے بیرونی ممالک میں جماعت کی ترقی کی رفتار کو دیکھتے ہوئے بھی ہماری جد وجہد ہیچ معلوم ہوتی ہے۔ پس احباب "نشر و اشاعت اور تبلیغ دین" کے اس مقدس جھنڈے کو اونچے سے اونچا کرتے چلے جائیں آسمان روحانیت میں مخلصین جماعت کا نام اور مقام بھی بلند سے بلند ہوتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

ماہ اکتوبر ۱۹۵۹ء میں تقسیم لٹریچر کا گوشوارہ ذیل میں درج ہے:-

ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

گوشوارہ ترسیل لٹریچر ماہ اکتوبر ۱۹۵۹ء صیغہ نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ

صدر انجمن احمدیہ قادیان

نام کتاب	زبان	تعداد
اسلام موجودہ زمانہ کا اہم تقاضہ	انگریزی	۹۲
احمدیت کیا ہے	"	۲۶
احمدیہ موومنٹ ان انڈیا	"	۸۳
سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	"	۲۲
اسلام اور اشتراکیت		۲۳
ترجمۃ القرآن پہلا پارہ مطبوعہ مدراس	"	۱
لٹ از مرٹ جھم	"	۱
اسلام میں اقتصادی سماجی مشکلات کا حل	"	۴۲
لائف اینڈ ٹیچنگ آف محمدؐ	"	۵
فضل عمر	"	۱
آسمانی پیغام	"	۱۶
اس کے شہزادہ کا آخری پیغام ہندوستانی بھائیوں کے نام (پیغام صلح)	"	۳
ایسٹ افریقن ٹائمز	"	۲
خصوصیات قرآن	"	۲۵
لائف آف الحرم	"	۱
ترجمۃ القرآن مطبوعہ ہالینڈ	"	۱
لائف آف محمد	"	۴
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۱۵
اسلامی اصول کی فلاسفی	"	۵
نظام نو	"	۱
یورپ کو دعوت اسلام	"	۴
یسوع دکشمیر میں پیدا نہیں ہوئے	"	۳
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	ہندی	۶۰
وہی ہمارا کرشن	"	۷۸
آسمانی تحفہ	"	۸۵
کرشن اوتار کا پیغام ہندوستانی بھائیوں کے نام	"	۶۰
الہدیٰ	اردو	۳۰
احمدیت کا پیغام	"	۳۸
آسمانی تحفہ	ہندی	۹۶
حقیقی اسلام	"	۲۷
سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	"	۲۹
آسمانی پیغام	"	۵۷
اس کے شہزادہ کا آخری پیغام ہندوستانی بھائیوں کے نام	"	۷۳
تحریک احمدیت ممتاز شخصیتوں کی نظر میں	"	۶۶
جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ	"	۲۳
حکومت وقت اور جماعت احمدیہ	"	۲۵
ضرورت مذہب	"	۲۷
اسلام اور اشتراکیت	"	۱۸
سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ	"	۳۸
تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک	"	۴۲
محمد خاتم النبیین	"	۵۳
عقائد و تعلیمات	"	۹
اسلامی اصول کی فلاسفی	"	۷
علامہ نیاز فتحپوری کی نظر میں جماعت احمدیہ	"	۳
احمدیہ پاکٹ بک	اردو	۱
اسلام کی پہلی کتاب	"	۱
" دوسری کتاب	"	۱
" تیسری کتاب	"	۱
" چوتھی کتاب	"	۱
" پانچویں کتاب	"	۱
کشتی نوح	"	۱
جمعیتہ العلماء ہند کا مجوزہ عالمگیر تبلیغی ادارہ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے تعاون کی پیشکش	"	۵۴
مولانا مودودی کے بیان پر		
صدر انجمن احمدیہ کا تبصرہ	اردو	۴۴
موعود اقوام عالم	"	۱
تبلیغ اسلام اکناف عالم میں (چارٹ)	"	۲
تحفۃ الملوک	"	۱
حقیقۃ النبوۃ	"	۱
تاریخ احمدیت	"	۱
توضیح مرام	"	۱
آئینہ صداقت	"	۱
رسالہ الفرقان	"	۱
مسیح ہندوستان میں	"	۱
جپوجی صاحب	گورمکھی	۳۲
آسمانی تحفہ	اردو	۵۴
قاعدہ یسرنا القرآن	عربی	۲
وہی ہمارا کرشن	بنگالی	۱
زمانے کا اوتار	"	۱
خاتم النبیین کے بہترین معنے	اردو	۱۴
اسلام اور دیگر مذاہب	عربی	۳
البشریٰ	"	۳
محمد رسول اللہ خاتم النبیین	"	۱
ہمارا عقیدہ	انگریزی	۱۲
متفرق لٹریچر		۲۰
کل میزان		۱۵۴۸

جماعت احمدیہ کے لٹریچر کی مقبولیت

جناب سردار کرپال سنگھ صاحب ایم۔ اے بی۔ ٹی سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول پراگ پور ضلع کانگڑہ کو مرکز کی طرف سے مطالعہ کے لئے کچھ لٹریچر بھجوایا گیا۔ اس کے مطالعہ کے بعد سردار صاحب موصوف نے جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان کے نام ایک مکتوب میں جماعت احمدیہ اور اس کے لٹریچر کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا ہے۔ افادہ احباب کیلئے اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ سردار صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"جناب مرزا صاحب تسلیم

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ آپ نے کمال مہربانی فرما کر جو مجھے قرآن مجید کی جلد (حصہ اول) بھیجی تھی میں اس کا بغور مطالعہ کر چکا ہوں۔ آپ کے قاعدہ کی مدد سے میں اب عربی پڑھنی کافی حد تک سیکھ گیا ہوں۔ آپ کی اس مہربانی کا شکریہ میں لفظوں میں ادا نہیں کر سکتا۔

قرآن مجید واقعی روحانیت اور روشنی بخشنے والی مقدس کتاب ہے میں نے ان جلدوں کو اسی ادب اور عزت سے رکھا ہوا ہے جیسے اپنی دھارمک کتابوں کو۔ آپ کا بھیجا ہوا دیگر لٹریچر بھی میں نے تقریباً پڑھ لیا ہے۔ اور مسلمان مذہب کے بارے میں میری بہت سی غلط فہمیوں کو دور کر دیا ہے مسلمان مذہب واقعی انسانیت اور اشتراکیت کا علمبردار ہے اور اپنے مخالفوں کو بھی برداشت کرنے کے لئے ایک وسیع دل رکھتا ہے لیکن حیرانی ہے کہ شرعی ملاؤں نے اسے کیا سے کیا بنا دیا ہے۔ اسی شریعت کے کڑے بندھنوں کے خلاف صوفی فقیروں نے بغاوت کی تھی اور میرے خیال میں وہ حق بجانب تھے۔

آپ اپنی کوششوں کے ذریعہ مسلمان مذہب کی اصلیت کو اصلی رنگ میں لوگوں کے سامنے پیش کرنے کیلئے جو کچھ کر رہے ہیں وہ واقعی قابل داد و ستائش ہے اگر یہ کوششیں اسی طرح جاری رہیں تو امید ہے کہ ہندوؤں کے دل میں اسلام کے بارے میں جو بہت سی غلط فہمیاں ہیں وہ کافی حد تک دور ہو جائیں گی۔"

مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ کی طرف سے ایک تربیتی اجلاس

مورخہ ۱۸ نومبر کو بعد نماز مغرب جامع مسجد کوسکی میں مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم سید محی الدین صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ حال ہی میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں جو عہد نامہ انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ لیا تھا اس عہد نامہ کو مکرم سید سلیمان صاحب سیکرٹری تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ نے پڑھا اور سب احباب نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے دہرایا۔ اور عزیز سید رشید احمد نے حضور انور کی ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔ بعدہٗ مکرم مولوی سید شمعصام الدین احمد مبلغ سلسلہ نے جو دہرائے گئے عہد نامہ کے متعلق خدام کو تلقین کی کہ وہ جہاں تک ہو سکے اس کو اچھی طرح سمجھیں اور اس پر عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کریں۔ تا ہمارے اقوال و افعال میں مطابقت پیدا ہو۔ تیسرے نمبر پر مکرم سید غلام ہادی صاحب معلم مدرسہ احمدیہ کوڈاپلی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام اور حضور کی بے نظیر عالمگیر اصلاح پر روشنی ڈالی۔ اسکے بعد مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل انسپکٹر بیت المال قادیان نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے اللہ تعالیٰ نے احمدیہ جماعت کو اسلام کو روئے زمین پر اشاعت کے کام کے لئے چن لیا ہے۔ اسلئے ہمیں اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ اسلام کا یہ روحانی غلبہ جلد از جلد حاصل ہو اور ہر قسم کی مالی و جانی قربانیاں ہی اس غلبہ کو قریب سے قریب تر کر سکتی ہیں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے نظام خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین کی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو احباب خاص جماعتی کام سرانجام دیں انکی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیئے۔ بعد دعا جلسہ بوقت نو بجے شب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ خاکسار عبدالحکیم خان محمدی قائد مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ

امانت درویش فنڈ

مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چنتہ کنٹہ برادرم مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب نے مبلغ ۵۰۰/- روپے کی رقم یکمشت درویش فنڈ میں ارسال فرمائی ہے۔ اور حال ہی میں مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ نے مبلغ دو ہزار روپے کا وعدہ برائے "تعمیر چار دیواری بہشتی مقبرہ" فرماتے ہوئے اس میں نصف رقم نقد ادا فرمائی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ جنوبی ہند میں حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ اور یادگیر کے دوستوں کو غیر معمولی قربانی کی توفیق عطا فرمائی ہے اور ان جماعتوں کے مخلصین نے مرکز کی ہر مالی تحریک پر انشراح صدر سے لبیک کہتے ہوئے نمایاں حصہ لیا ہے۔ یادگیر میں مکرم سیٹھ عبد الحی صاحب امیر جماعت اور ان کے خاندان کو بھی اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کے لئے ایثار اور قربانی کی توفیق بخشی ہے۔ آجکل محترم سیٹھ عبد الحی صاحب دمہ کی شدت کے باعث بہت بیمار اور کمزور ہیں۔ اور حیدرآباد میں زیر علاج ہیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مکرم سیٹھ صاحب موصوف کی شفایابی کے لئے خاص طور پر دعا فرما دیں۔ تا وہ سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں۔

ناظر بیت المال قادیان

تحریک چندہ

برائے "تعمیر چار دیواری بہشتی مقبرہ"

بہشتی مقبرہ کی چار دیواری کی تعمیر کے لئے اخبار "بدر" میں پیشتر ازیں متعدد مرتبہ اعلان کیا جا چکا ہے اور انفرادی طور پر بھی جماعت کے بعض صاحب حیثیت مخیر احباب کی خدمت میں اس میں حصہ لینے کے لئے خاص تحریک بھجوائی جا چکی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے موجودہ حالات میں احباب جماعت کو شعائر اللہ کی خدمت کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ بہشتی مقبرہ وہ مبارک اور مقدس مقام ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے خاص وعدے ہیں۔ بے شک موجودہ غیر معمولی حالات میں بھی اس کی حفاظت کے انتظام کے لئے دوستوں کو بار بار کی تحریک کی ضرورت پیش آ رہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق وہ وقت بھی قریب آنے والا ہے۔ جبکہ جماعت کی مالی وسعت کے پیش نظر لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ کرنے والے جماعت احمدیہ میں شامل ہوں گے۔ مگر جو سعادت اور مقام آج قربانی کرنے والے دوستوں کو حاصل ہے۔ آئندہ شاید لاکھوں روپے خرچ کرنے والوں کو بھی یہ مقام نہ مل سکے گا۔ اس لئے اس تحریک کے ذریعہ ایک دفعہ پھر سلسلہ کے مخیر دوستوں کو چندہ بہشتی مقبرہ کی مبارک تحریک میں حصہ لینے کی دعوت دینے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ جن دوستوں نے اب تک اس تحریک میں حصہ لیا ہے ان کے نام پیشتر ازیں اخبار بدر میں متواتر شائع کئے جاتے رہے ہیں اور اخبار "بدر" مورخہ ۱۲/۱۱/۵۹ میں مورخہ ۸/۱۱/۵۹ تک نقد ادائیگی اور وعدہ کرنے والوں کے نام شائع کروائے جا چکے ہیں۔ اس کے بعد جو اطلاعات مرکز میں پہنچی ہیں ان احباب کے وعدوں اور وصولی کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے اور جن دوستوں نے تا حال اس تحریک میں حصہ نہیں لیا ان کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جلد از جلد اپنے وعدوں سے مرکز میں اطلاع دے کر ممنون فرمائیں اور کوشش کریں کہ جلسہ سالانہ سے قبل وعدوں کی ادائیگی ممکن ہو سکے تا جلسہ کے معاً بعد "چوتھی دیوار بہشتی مقبرہ" کی تعمیر کا کام شروع کیا جا سکے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	اسماء		عطیہ	کیفیت
۱	مکرم فضل الرحمٰن صاحب اڈکور		۱۰۰/- روپے	نقد ادائیگی
۲	متفرق افراد	″	۳۰/-	″ ″ ″
۳	مکرم نور الدین صاحب و مکرم مبارک احمد صاحب بلیڈر تیماپور		۱۰۰/-	وعدہ - ۶۰/- نقد وصولی ہوگئی
۴	″ ″ ہمرہ صاحب	″	۱۰۰/-	″ ۱۰/- ″ ″ ″

ناظر بیت المال قادیان

جلسہ سالانہ

امسال جلسہ سالانہ قادیان مورخہ ۱۵-۱۶-۱۷ر دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ اس جلسہ کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے چندہ جلسہ سالانہ قائم ہے۔ جسکی ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ بطور لازمی چندہ کے مقرر ہے۔ چونکہ جلسہ سے قبل جلسہ سالانہ کی ضروریات کے لئے کثیر اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اس چندہ کی سو فی صدی ادائیگی جلسہ سے قبل کی جانی ضروری ہونی چاہیئے۔ اب جلسہ سالانہ شروع ہونے میں قریباً ایک ماہ باقی ہے اور اس مد میں اب تک جو رقم وصول ہوئی ہے۔ وہ توقع آمد اور متوقع اخراجات کے مقابل پر بہت کم ہے۔ اور جس رفتار سے چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی ہو رہی ہے وہ بھی تسلی بخش نہیں ہے۔ اس لئے اس تحریک کے ذریعہ سے جملہ جماعتوں کے صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال اور دیگر عہدہ داران اور سلسلہ کے مبلغین صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کے لئے خاص کوشش اور جد وجہد کریں۔ تا کہ دوست فوری طور پر اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی کر کے تلافی مافات کر سکیں اور جلسہ سالانہ کے اخراجات میں مشکل پیش نہ آئے۔

جو احباب سلسلہ کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے فوری طور پر جلسہ سے قبل اس چندہ کی ادائیگی کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسروں سے زیادہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔ مجھے پوری امید ہے کہ جماعت کے جملہ احباب اس لازمی چندہ کی اہمیت اور فوری ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے بلا تاخیر اپنے ذمہ بقایا کی ادائیگی کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بنیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ دسمبر ۱۹۵۹ء میں ختم ہے

۱۲۵۸ - مکرمی آئی ایچ فاروق احمد صاحب شاہ آباد - (دکن) ۲۸ر نومبر ۱۹۵۹ء
۱۲۱۹ ر محمد خواجہ غوری صاحب یادگیر ″
۱۴۳۸ ر ڈاکٹر ٹی اے ڈارفورڈ گورہ افریقہ ″
۱۹۰۷ ر سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر ″
۱۰۸۰ ر شمس الدین صاحب کلکتہ نمبر ۱۵ کلکتہ ″
۱۹۰۲ ر ایس اے سلام صاحب پوری اڑیسہ ″
۱۷۲۲ ر مولوی عبد الواحد صاحب آسنور کشمیر ″
۱۲۱۸ ر عبد الرزاق صاحب راشد حیدرآباد دکن ″
۵۴۴ ر انچارج صاحب انجمن احمدیہ کلکتہ نمبر ۲ کلکتہ ″
۱۰۸۷ ر مکرمی خادم حسین صاحب کالابن کوٹلی کشمیر ۲۸ر نومبر ۱۹۵۹ء
۱۱۱۰ ر بابو محمد یوسف صاحب جموں کشمیر ″
۲۳۶ ر قاضی سید حسین صاحب عثمان آبادی آوسہ (دکن) ″
۲۴۲۷ ر شریف احمد صاحب آرہ بہار ″
۱۹۰۳ ر شیخ عبد المنان صاحب چودوار اڑیسہ ″
۲۰۴ ر مکرمہ کے فاطمہ صاحبہ خوردہ ″ ″
۱۹۱۳ ر مکرمی خلیل حسینی صاحب حیدرآباد دکن ″
۱۶۷۰ ر مکرمہ نور بیگم صاحبہ چارکوٹ کشمیر ″

(بقیہ پھر بدر)

تقریب رخصتانہ و ولیمہ

رانچی ۱۴ر اکتوبر مکرم ڈپٹی سید محمد ایوب کی صاحبزادی محترمہ آصفہ نوشین بی۔ اے کی تقریب رخصتانہ ہمراہ محترم ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب ابن خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب عمل میں آئی۔ معززین رانچی نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اور یہ تقریب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئی۔

۱۸ر اکتوبر بعد نماز عشاء خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب کی کوٹھی پر دعوت ولیمہ ہوئی جس میں کثیر تعداد میں معززین شہر نے شرکت کی۔ اور ساڑھے تین صد آدمیوں نے کھانا تناول کیا۔ یہ تقریب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئی۔ اس موقعہ پر جماعت کا ہندی۔ اردو۔ انگلش لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اور اس خوشی کے موقعہ پر محترم ڈپٹی صاحب موصوف نے پانچ روپے شکرانہ فنڈ اور پانچ روپے اعانت بدر کے لئے اور خان بہادر صاحب نے بھی اسی نسبت سے دس روپے عنایت فرمائے۔

حضرت اقدس، بزرگان سلسلہ، اور درویشان سے درخواست ہے کہ اللہ اس رشتہ کو جانبین کے لئے دینی اور دنیوی اعتبار سے بابرکت بنائے۔

خاکسار قریشی عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ رانچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاتیک من کل فج عمیق — یاتون من کل فج عمیق

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا

اٹھاسٹھواں سالانہ جلسہ

بروز منگل ۔ بدھ ۔ جمعرات ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء منعقد ہوگا

تحقیق حق و صداقت احمدیت معلوم کرنے کا بہترین و نادر موقعہ!

خود تشریف لاکر فائدہ اُٹھائیں

پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم اور امن و اتحاد کے قیام کے متعلق تقاریر سنیں

پروگرام جلسہ سالانہ

پہلا دن ۱۵ فتح ۱۳۳۸ھش - ۱۵ دسمبر ۱۹۵۹ء بروز منگلوار

پہلا اجلاس

زیر صدارت محترم سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب سکندر آباد دکن

۱۰-۰۰ تا ۱۰-۱۵ - تلاوت قرآن کریم و نظم

۱۰-۱۵ تا ۱۰-۳۵ - دعا و افتتاح جلسہ

۱۰-۳۵ تا ۱۰-۵۵ - پیغام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۰-۵۵ تا ۱۱-۰۰ - نظم

۱۱-۰۰ تا ۱۱-۵۰ - ہستی باری تعالیٰ - مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ جماعت احمدیہ مدراس

۱۱-۵۰ تا ۱۲-۴۵ - موعود اقوام عالم - مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ جماعت احمدیہ کلکتہ

وقفہ برائے نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت مکرم جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء امیر جماعت احمدیہ لاہور

۲-۳۰ تا ۲-۴۵ - تلاوت قرآن کریم و نظم

۲-۴۵ تا ۳-۴۵ - اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ثبوت - مکرم جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر ناظر تعلیم و تربیت قادیان

۳-۴۵ تا ۴-۳۰ - سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ رانچی

دوسرا دن ۱۶ فتح ۱۳۳۸ھش - ۱۶ دسمبر ۱۹۵۹ء بروز بدھوار

پہلا اجلاس

زیر صدارت حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان

۱۰-۰۰ تا ۱۰-۱۵ - تلاوت قرآن کریم و نظم

۱۰-۱۵ تا ۱۱-۰۵ - اسلام اور انسانی بنیادی حقوق - مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ بمبئی

۱۱-۰۵ تا ۱۱-۵۰ - حیات بعد الموت - مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر

۱۱-۵۰ تا ۱۱-۵۵ - نظم

۱۱-۵۵ تا ۱۲-۴۵ - سکھ مذہب میں وحدانیت کی تعلیم - مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ جماعت احمدیہ کلکتہ

وقفہ برائے نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت خان بہادر جناب سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی

۲-۳۰ تا ۲-۴۵ - تلاوت قرآن کریم و نظم

۲-۴۵ تا ۳-۳۰ - اسلام کی اخلاقی تعلیم - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

۳-۳۰ تا ۴-۳۰ - مغرب میں اسلام کا حال و مستقبل - مکرم ڈاکٹر عقیل احمد صاحب ناصر ایم اے سابق انچارج احمدیہ مشن ہمبرگ

تیسرا دن ۱۷ فتح ۱۳۳۸ھش - ۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء بروز جمعرات

پہلا اجلاس

زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ و پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ

۱۰-۰۰ تا ۱۰-۱۵ - تلاوت قرآن کریم و نظم

۱۰-۱۵ تا ۱۱-۰۰ - ہماری سماجی ذمہ داریاں - مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ بمبئی

۱۱-۰۰ تا ۱۱-۵۵ - دستور کے چند باتیں - مکرم خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب رانچی

۱۱-۵۵ تا ۱۲-۰۰ - نظم

۱۲-۰۰ تا ۱۲-۵۰ - اسلام میں موجودہ زندگی کی مشکلات کا حل - مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ جماعت احمدیہ مدراس

وقفہ برائے نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر

۲-۳۰ تا ۲-۴۵ - تلاوت قرآن کریم و نظم

۲-۴۵ تا ۳-۴۵ - آج دنیا کو مذہب کی شدید ضرورت ہے - مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لاہور

۳-۴۵ تا ۳-۵۰ - نظم

۳-۵۰ تا ۴-۱۵ - الوداعی خطاب - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نوٹ :- (۱) مردانہ جلسہ کا پروگرام بذریعہ لاؤڈ سپیکر زنانہ جلسہ گاہ میں سنا جا سکیگا۔ البتہ ۱۶ دسمبر کو مستورات کا علیحدہ پروگرام ہوگا۔ جس کی تفصیل بعد میں شائع کی جائے گی۔

(۲) دورانِ جلسہ میں کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(۳) ناظر دعوت و تبلیغ کی اجازت سے پروگرام میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔

(۴) مہمانوں کے طعام و قیام کا انتظام بذمہ صدر انجمن احمدیہ ہوگا۔ البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لاویں۔

الداعی

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ

قادیان (پنجاب)